

وَلِيَنْ مُنْتَهِيَّةٍ يَدِنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَمْرِكَ بِالْمُعْرِفَةِ فَهُوَ مُنْتَهِيٌّ  
وَلِيَنْ مُنْتَهِيَّةٍ يَدِنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَمْرِكَ بِالْمُعْرِفَةِ فَهُوَ مُنْتَهِيٌّ

# شاعر مسلم

اُردو ترجمہ  
مُسْلِم آنڈیا اینڈ اسلامک پیلو  
زیر ادارت

جناب حضرت خواجہ مکال لدن صبائی ایل ایل بی مسلمان ایکٹا  
ضد ضر صر ضر صر صر

جولڈ	پاہت ماہ و سبھر شام	منبر
قیمت سالانہ (تین روپیہ رہت)	فہرست مصیباں	خریدار ان پیغام سلسلے سے درویش (عج)

(۱۵) اسلام اور حنفیٰ صفحہ ۲۰۵ (۱۶) سجد و کنگ صفحہ ۲۱۳  
 (۱۷) کبیا عیسائیت حقیقت شیعیت پرستی کی قیم (۱۸) حضرت محمد مسلم سے پیشیر کے عیسوی  
 دینی ہے ۲۱۹ (۱۹) بلا و غریب یہ مبنی تسلیع علم دینیات کا تقش ۲۲۳

لکھوں حمایہ بلڈ نسے  
خیلیفہ رحیم بن خٹاں کا ہماری ایجاد یا گو شدہ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لَّهُ وَلِضَيْعٍ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

# پیغام صلح

وہ اخبار ہے جو قرقستان میں اسلامی کوششوں کی صحیح خبریں - خواجہ کمال الدین حبیب اور ان کے ہمراہ یونیکی کامیابیاں کے خلاصت سنانا اور جنگ بورپ کی تازہ خبریں لیکر مفتہ میں تین پار شایع ہوتا ہے۔ علاوہ ایسیں ہندستان اور دیگر ممالک کے قابل ذکرہ واقعات و چیزیں نقیدات اور دلکش اوابیان کے ساتھ اسلامی جذبات کو منحر کرنے اور قائم رکھنے کا کام جبکہ وخفی انجام دیتا ہے اور اپنی دلربا خصوصیات کے لحاظ سے ملک کا بے نظیر اخبار ہے قیمت سالانہ چھروپیہ ششماہی تین روپیہ سے ماہی ۷۵ روپیہ اور

امتنعت

میں جرا خیار پیغام صلح احمد بلڈنگس لاؤ ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
لَمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى رَسُولِنَا الْكَوْرِيْمِ

## الشاعر الاسلام

### اسلام اور جنگ

گذشتہ نمبر میں جناب کرمی مغلی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک لطیف  
یک پیر بعنوان موجودہ جنگ اور سیخ بر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، کے ایک حصہ کا بڑھ  
ہم نے ہدیہ ناظرین کرنے کے بعد فٹ نوٹ میں اس بات کا وعدہ کیا تھا۔  
کہ آئندہ نمبر میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے ایک بسیروں مضمون  
بعنوان "اسلامی اور سیخی جنگوں کا مقابلہ" کا اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جائیگا  
یہ مضمون جیسا کہ گذشتہ نمبر میں بھی طاہر کیا تھا ریویو آف ریجنیون ۱۹۹۷ء  
میں طبع ہو چکا ہوا ہے۔ اور اگرچہ اس تھا ظستے وہ ایک پرانا مضمون  
ہے۔ مگر اپنی نوعیت میں ایک ایسا نہ رامضمون ہے۔ کہ جو ہر وقت اور  
سر زمانہ میں نیا ہی رہے گا۔ اور سر پرانا ہو نہیں کافل کجھی صادق نہیں آ سکتا  
مگر تاہم چونکہ آج کل بعض طبائع پچھا اسی جدت پسند واقع ہوئی ہیں۔ کہ  
وہ ہر ایک چیز کو ہر زنگ میں ہی نیا دیکھنا چاہتی ہیں۔ اور دوسری طرف  
خود حضرت مولیانا نے بھی آج کل اسی موضوع پر ایک اور لطیف مضمون  
اخبار پیغام صلح میں شائع کرایا ہے۔ جو بسیروں اور جامع ہونے کے ساتھ منتشر

بھی ہے۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ موعودہ صحنوں کی جگہ اسی کو ذیل میں نقل کر دیا جائے۔

اس صحنوں میں الگ چھ اسلامی جنگوں کے ساتھ بھی لڑائیوں کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔ اور اس نئے مکمل ہے۔ کہ بعض کائنات چین طباریع اس کو موعودہ صحنوں کی جگہ دینے میں تامل کرس۔ مگر ہمارے خیال میں جس طرح سے آفتاب کے طلوع ہو جانے پر یہی شخص کو اس بات کی صورت باقی نہیں رہتی۔ کہ وہ چانداور ستاروں کی روشنی کے اندر ہو جانے پر فلسفی اور منطقی دلایل پیش کرتا پھرے۔ اور کوئی دوسرا اس صرخ مشاہدہ کے مقابلہ میں اپنی منہضت باتوں کو زیادہ وقت وے۔ ایسا ہی اس حقیقی آفتاب اسلام کی روشنی اور حق کی چمک پر ہرگز کوئی صورت اس بات کی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے لمع کئے ہوئے چمک دار ڈھیلوں کی چمک کو جو پہلے ہی مفقود ہو چکی ہے۔ بے حقیقت ثابت کیا جائے۔ اور باطل کا سر کھلنے کی بیوکوشش کی جائے۔ بجا لیکہ وہ پہلے ہی کچلا جا چکا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان ن فهوقا۔

”جس مذہب کا نام ہی لفظ صلح کا ہم معنی ہو۔ اس پر یہ اعتراض کہ وہ تواریخ ہی بڑھا اور تواریخ ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ بڑا ہی ظلم ہے مفترض اتنا ہی غور کریں کہ آخر کوئی شخص کوئی نام رکھتا ہے تو اس نام کے تجویز کرنے میں کوئی غرض اس کی ہوتی ہے۔ اگر درحقیقت بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم تواریخ کے ذریعہ ہی اپنا دین پھیلانے پر آمادہ تھے۔ تو اس کا نام اسلام نہیں بلکہ کیوں رکھا؟ سارا عرب نوان کا پہلے دن سے ہی شہنشہ کا مقام اس کو دیکھ کر دینے کے لئے اُنہوں نے اپنے مذہب کا نام اسلام یعنی صلح کا نامہ رکھا۔ اور پھر غور کرولے آپ نے کیسی عجیب بنیاد صلح کی اسلام کے ذریعہ سے رکھ دی۔ کہ آپ نے کسی بنی کی نبوت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ملک نبیوں

پر ایمان لانا اسلام کا اصل الاصول فرار دیا۔ یہ عظیم الشان کام نہ بہ پس صلح کی بنیاد پھٹے کا خطا۔ جو کسی نہ سی پیشوائے نہ آپ سے پہنچایا۔ اور نہ آج تک آپ کے بعد کیا گیا۔ بلکہ محدث ممالک کی نہ سی آزادی درحقیقت اسلام کے باغ ہی کا ایک ثمر ہے۔ نہ سی پیشواؤں کی یہاں تک عزت کی اس سے بڑھ کر یہ کہ کسی قوم کے جھوٹے مجبودوں کو بھی ہر اکننا جایز نہ رکھا لا تسبوا الذین یہ عون من دوں اللہ ہمیں نہ سی کتابوں کی بھی یہاں تک عزت کی۔ کہ بیها هدایا و نوراً کا مقام ان تو دیا۔ اس سے بڑھ کر صلح کی تعلیم ناممکن بخختی اور ناممکن ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ اگر اسلام واقعی جنگ کی صدر ہے۔ اور اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے ایسی عظیم الشان صلح کی بنیاد سب نہ سب یہ اسلام نے رکھی تو پھر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کیوں کئے۔ دنیا کی محدث سے مذہب قوم آج یہ نہیں کہ سکتی۔ بلکہ صلح پسند اور امن جو قوموں کو بھی بھی ایسی بھروسی پیش نہیں آ سکتی۔ کہ وہ کسی دوسری قوم سے جنگ کے نئے مجبور ہو جائیں۔ مگر پادر کھوکھ جو معمولی ضرورتیں امن پسند اور صلح جو قوموں کو جنگ کے لئے پیش آ جایا کرتی ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کو پیش آ جانے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کی جازت نہیں دی۔ اور نہ ان ضرورتوں کو بھروسی کی صنک پی ہوئی ضرورتیں فرار دیا ان کی خواہ شمشندر قوموں کی عزت پر حب کوئی حملہ ہوتا ہے۔ یا ان کی جانداری اور ان کے مالوں پر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ یا ان کی تجارتیوں پر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ یا ان کی آزادی پر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ یا سب سے بڑھ کر ان کی جانول پر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ تو دنیا کا صstralاح بیس بھی وہ باوجود امن پسند ہوئے چنگ کی ابتداء کرنے میں حق بجانب سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمان قوم پر یہ میں برابری و سال تک ان تمام معاملات میں بیسے خطرناک حملے ہو چکے تھے۔ کفر پیغام

کہ اگر مسلمان اپنے گھروں کو چھپو کر نہ بھاگ جاتے تو ان کو بالکل نیت و نابود کر دیا جانا ان کی نہ کوئی عزت باقی رہی تھی۔ نہ ان کی جائیدادیں اور اموال طالبوں کے ہاتھ سے حفظ رہے تھے۔ نہ ان کی کوئی تجارت رہ گئی تھی۔ نہ ان کیے آزادی کا کوئی پبلو باقی رہ گیا تھا۔ اور نہ ہی ان کی ان کے بال میخون اُنکے بھائی بندوں کی جانیں محفوظ تھیں۔ بلکہ بہت سب ٹرے ٹرے مظالم کیسا تھے مار ڈالے گئے تھے۔ پرانے باتوں پر مسلمانوں کو صبر کرنے کی ہدایت رہی۔ یہ سب اس لئے کہ یہ سب باتیں اب تک اپنی عزت اپنے والوں۔ ایسی تجارتیں پیش کر رہے تھے۔ آزادی اپنی حفاظت کے لئے تھیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ مسلمان اپنے نفس پر ہر قسم کے دُکھ اور صیبیتیں برداشت کرنا۔ ایسی یہیں ان کا چونکہ نام ہی سلم یا ایک صلح پسند اور حق جو قوم تھا۔ اور وہ نام ان کا اپنا تجویز کر دہ نہ تھا۔ بلکہ اس خدا کے قادر کا ٹھوین کر دہ تھا ہو سکتا لامسلمین جس نے انہیں حقیقی معنوں میں سلم بناؤ کر دکھانا تھا۔ اس لئے انہیں جاد نہیں دیکھی۔ کہ وہ ان دکھوں ان مصیبتوں ان حق تلفیوں اور جانوں کے لفڑ ہونے پر اعلان جنگ کریں۔ جن پر دُنیا کی دُسری قویں کرتی ہیں۔ مگر آخر ان کو یہی میدان جنگ میں نکلنا پڑا اب اور کتنے حالات کے ماتحت ایسا کرنا پڑا۔ اس پر قرآن سے بڑھ کر کوئی شاہد نہیں۔ ابتداء میں جنگ لی جات کا ذکر دو موقع پر قرآن شریف نے فرمایا ہے۔ ایک سورہ رج میں اور دوسرے سورہ بقری میں تو بدیں الفاظ فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون باعزم ٹھیمو اوان اللہ علی نصرهم لقدریت انہیں اخراج و امن دیا رہم لغير حق لا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا فعم اللہ الناس لعنة هم بعین لهدست صوامع و بیع و صلوٰۃ و مساجد یذ کر فیھا اسم اللہ کثیر ار ۳۹: ۲۲۔) ان لوگوں کو جن کے ساتھ جنگ کیا جاتا ہے۔ اجازت دی جاتی ہے رکہ وہ بھی جنگ کریں ایکوں کہ

ان کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے۔ اور اللہ ان کی مدیر قادر ہے۔ وہ لوگ جو ناخیں اپنے گھروں سے نکال دیتے گئے را اور ان کا) سوائے اس کے رکوئی قصور نہ تھا) کہ وہ کہتے تھے۔ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرا کے ذریعے نہ رکوانا۔ تو صومعے اور گربے اور عبادت خانے اور سبیلیں جن میں اللہ کا نام بہت لیا جاتا ہے۔ سویران کر دیتے جاتے۔ اور سورہ عَلَيْكُمْ فَرِما يَا عَوْقَلَوْمَانِ سَبِيلَ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ (۱۹۰: ۱۴۳) اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو۔ جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور ضرورت جنگ کی) حد سے نہ بڑھو۔ یکونکا اللہ صد سے بڑھنے والوں سے بخت نہیں کرتنا۔ اور اس کے آگے فرمایا۔ قاتلُوْهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونُ فِتْنَةً وَّ يَكُونُ الَّذِينَ دَلَّهُ رَبُّهُمْ (۱۹۳: ۲) اور انکے ساتھ جنگ کرو۔ یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔ اور نہ ہب اللہ کے لئے ہو۔

ان دونوں مقامات سے ذیل کی یا ایں معلوم ہوتی ہیں۔ اوقل یہ کہ مسلمان طرح طرح کے دکھ او رصیتیں اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے برداشت کر کے تھے وہ اپنے گھروں سے بھی ناخن لکھے جا کے تھے مگر ان کو اپنی صیانتوں کا اقامہ لیتے یا اپنے گھروں کے واپس لینے کے لئے جنگ کی جاہزت نہیں دی اُسی تھی دویم یہ کہ ان کا جنگ کرنا اپنے لئے نہ تھا۔ بلکہ نی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں تھا۔ اور دوسری جگہ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ اگر اب بھی جنگ کی جاہزت نہ دی جائے۔ تو تمام مذاہب کے مقدس مقامات بڑ کر دیتے گئے جائیں گے۔ سو مسلمانوں کا جنگ اپنے مال و بیان اپنی عزت اور اپنی تجارتیں کی حفاظت کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ان مقامات کو جو اللہ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ خواہ وہ کسی مذاہب کے ہوں۔ ویرانی سے بچانے کے لئے تھا۔ اور اسی کا نام فی سبیل اللہ رکھا ہے۔ طہمت صیامع الخ کے الفاظ سے اور فی سبیل اللہ کہ کریہ جتا یا ہے۔ کہ مسلمانوں کا جنگ اپنی

وقہیت کے لئے نہیں۔ بلکہ سب قوموں کے بیکاں بھی کے لئے اور صرف اسی قوم کے خلاف ہے۔ جو تمام دنیا کی مذہبی آزادی کو برپا کر کے اللہ کے نام کو دنیا سے مٹانا چاہتی ہے۔ جو یہ اجازت نہیں فتنی۔ کہ لوگ کلمہ حق منہ سے کہہ سکیں بلکہ کسی کلمہ حق کو اپنی کسی غرض یا فائیدہ کے منافی خیال کر کے ایسے کلمہ حق منہ سے لکاتے والے لوگوں کو دنیا سے نیت و نابود کرنا چاہتی ہے یہ تو تم دونوں آئیوں میں ایک جگہ یقائق تلوں فرما کر اور دوسری جگہ الدین یقائق تلوں فرما کر یہ حکم دیا ہے۔ کہ باوجود ان سب بالوں کے کلسلہ ان پر ظلم ہو رہے ہیں اور ان کو دنیا سے نیت و نابود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اللہ کے نام کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر بھی سماںوں کو یہ اجانت نہیں کہ اپنے مخالفوں سے جنگ کی اتنا کریں۔ بلکہ ہمے مخالف جنگ شروع کریں۔ تو اس کے بعد سماںوں کو جنگ کی جاگزت ہے۔ باوجود یہ تمام واقعات پیدا ہو چکے تھے۔ جن کی وجہ سے جنگ ضروری ہو چکی تھی۔ پھر بھی اسلام کو جنگ یقیقیاً استقدار نہ فرت تھی۔ کہ اب بھی یہی حکم ہوتا ہے کہ مخالف جنگ شروع کرنے تو تم جنگ کرو۔ ورنہ اب بھی رُکے رہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فربا بایا۔ کہ اگر جنگ شروع کر دینے کے بعد وہ مگ چاہیں اور جنگ کرنا نہ کر دیں۔ تو تم بھی رُک جاؤ۔ اوسی کی ساری زیاراتیوں کو محفوظ کر دو۔ فان انہوں افغان اللہ غفور رحیم (۱۹۲: ۲) چارام جنگ کے اندر بھی ضروریات سے بُرھہ کر کسی قسم کی زیادتی کرنے سے روکا۔ لاعتدل و ایک قوم جو طرح طرح کے مکھوں اور صیبتوں کا شکار ہو چکی تھی۔ ممکن تھا۔ کہ فتح اور غلبہ کے وقت میں اپنی مصائب کا انتقام لینے کے لئے ڈھن پر کوئی زیادتی کر سکھے۔ اس سے روکا۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین اپنی فوجوں کو یہ ہدایت دیتے رہے۔ کہ پچھل بلوڑیوں اور توں۔ رہیوں وغیرہ کو جنگ میں قطعاً نہ چھڑا جائے۔ ثم دار درخت نہ کاٹ جائیں۔ گھرنے جلاعے جائیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کے اذکاب سے کوئی حذب تو مون کا دامن آج بھی آلوہہ ہورہا ہے۔ حالانکہ وہ مظلوم ہو کر نہیں۔ بلکہ ظلم ہو کر جنگ کرتے ہیں۔ ان کو کوئی دکھ دینے والا نہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کو دکھ دینے کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ جن سے اٹلی کے خونخوار نظام طالبس میں یا بلقانی ریاستوں کے وحشانہ مظالم ٹرکی کی پردہ نشین عورتوں اور معصوم بچوں پر۔ یا جرمنی کا بلحیم کے شہروں کو جلانا۔ اور نجھوں اور عورتوں تک کی مصائب کا لحاظ نہ کرنا۔ پنج جنگ کی غرض نہ تھی۔ کسی قوم کو مفترج اور مغلوب کر لیں۔ یا کسی پرانے رعب کا سکھ بھایاں۔ بلکہ صرف یہ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ امن پسند مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو کامیاب حق کرنے کی وجہ سے دکھنے دیا جائے۔ گرجے مسجدیں اور دوسرے ندیہب کے عباوتخانے سب یکساں محفوظ ہوں۔ اسی کا نام یکوں الدین اللہ رکھا ہے۔ اور یکوں الدین اللہ کے جو صعنہ بعض بعض لوگوں نے کہے ہیں کہ سب لوگ اللہ کا دین یعنی اسلام قبول کر لیں۔ وہ نہ صرف قرآن کریم کے دوسرے مقامات کے خلاف ہیں۔ بلکہ خود نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات یہ بتاتے ہیں۔ کہ آپ نے یہ مصنف اس کے بھی نہیں سمجھے۔ شلاً اسی حلقہ قرآن شریف میں فرمایا۔ فَإِنْ تَهْوَى فَإِنَّ اللَّهَ غَفُولٌ عَنِ الْجِهَنَّمِ۔ کہ اگر یہ لوگ جنگوں سے رُک جائیں۔ تو تم ان کو سب کچھ معااف کر دو۔ اور ایسا ہی ایک حلقہ فرمایا جو جنحو اللسمہ فاجھنے طھا۔ کہ اگر یہ صلح کے لئے جھکیں۔ تو تم سب صلح کے لئے جھک جاؤ۔ پس الْإِسْلَامُ قَبُولٌ ... ، کرنا شرط ہوتی۔ تو یہ ہدایات جو اس کی مناسنی ہیں۔ یکوں دی جائیں۔ سب سڑھ کر یہ کہ سورہ عج میں جنگ کی آخری غرض یکھی ہے۔ کہ گرجے اور دوسرے عباوتخانے اور مسجدیں سب یکساں ویرانی سے بچائے جائیں۔ اور خود نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر کفار سے صلح کی۔ حالانکہ انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہاں تک شرط کر لی تھی۔ کہ کفار میں سے کوئی مسلمان ہو کر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس

چلا جائے تو آپ اسے اپنے پاس نہیں رکھیں گے۔ او مسلمانوں میں سے کوئی کفار سے جا بیلے۔ تو کفار اسے والبیس نہیں دیں گے۔ پس ان تمام آیات اور ان واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہوں الدین اللہ کے یہ معنے کہ سب لوگ اللہ کا دین قبول کر لیں۔ غلط اور قرآن کریم کے صریح فی الف ہیں۔

ان تمام امور سے معلوم ہو گا۔ لہ گو اسلام کو جنگ کرنے پڑے۔ مگر یہ اس عایت درجہ کی مجبوری میں جائز رکھے گئے۔ جب اور کوئی صورت قیام میں کی باقی نہ رہی۔ اور چونکہ قیامِ امن اسلام کی اصل اغراض میں سے تھا اس نئے صرف اسی ایک غرض کے لئے جنگ کی اجازت دی۔ اور اسی قیامِ امن کی صذیک جنگ کے عاری رکھنے کا حکم دیا۔ اور کسی وقت اس غرض کے حاصل ہو جانے کی صورت میں جنگ کو روک دینے کا حکم دیا۔ اس میں سے معلوم ہو گا۔ کہ واقعی اسلام صلح کا ناصیح ہے۔ البتہ صلح اور امن کے قیام کرنے کے لئے چو خضرور تین بیش آئیں۔ اور چو کچھ بھی قربانیاں کرنی پڑیں۔ وہ اسلام کے اس مفہوم کے منافی نہیں ہے۔

## مسجد و دکنگ

راز شیخ ظالرثیلدرک صاحب نو شلم انگستان ()

دیہائی علاقہ جات میں ہے ایک تین رفتاریں میں گذشتے ہوئے آتنا وقت نہیں ہوتا۔ کہ کوئی شخص زیر نظر سر زین کے خاص مقامات پر ایسی طرح سے غور کر سکے کہ وہ حافظہ میں محفوظ رہ جائیں۔ لیکن ایک سفر جو نبی کو دکنگ کے خود صورت سے چھوٹے قصبه کے نزدیک آ جاتا ہے۔ لیکا ایک ایسی چیز نہوار ہوتی ہے۔ جو کہ عام عمارت سے ایسی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اور اس کا سبزی سے دھنپیا ہوا نظارہ ایسا شاندار اور عام

سرزین سے مرا الاد بسیزی دھنپاہو ایسا ندا لاظرا تا۔ کہ مسافر کی توجہ فی الفور اسی جگہ جم جاتی ہے۔ باہر آکر دیکھنے پر یہ صاف طور پر ایک مسجد یا یوں کہو۔ کثیرت پرست سرزین میں خداۓ واحد کی پرہ دار اسلام کی ترقی کی محافظت کا جو کہ اپنی سادگی اور سفیدی کی وجہ سے صفائی اور پاکیزگی کی تصویر تاریخی ہے۔ بیرونی خاک سار کیانی دیتا ہے اس کا درختوں سے اونچاں کھلا ہوا ہنبدیہ قاہر رہا ہے۔ کہ ہمیشہ موجود رہنے والے صحیح قدرت سے بالا تر بھی کوئی ہستی موجود ہے۔ اور اس کی نہایت بلند چوٹی پر بلال اس ترقی و عزوج اور مکمل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس کو حاصل کرنا سلسل انسانی کے پیغام قادر میں ہے۔ ایک درختوں اور جھاڑیوں سے گھرے ہوئے راستہ سے داخل ہوئے وقت انسان فی الفور امن و امان کے جذبہ سے۔ جس سے خود کو رہ ہوئی بھی بھر پر معلوم ہوتا ہے۔ بہریز ہو جاتا ہے۔ لھنی جھاڑیوں سے گھرا ہوا مسجد کا محض ایک سیارہ کو دروازہ پر بینجھکرا یا انک صاف طور پر کھائی دیتا ہے۔ بہار بیہرے ساکھہ ایک منٹ کے نئے گھرے ہو کر اس پیارے منظر کا حظ اٹھا و۔ ایک عظیم الشان محراب دار دروازہ۔ اس پر تیجی کاری کا خوبصورت تکام۔ جوکہ ڈیورسی کے اوپر سے مرا ہوا ہے۔ سڑپیگی کوئے پر کھڑے ہوئے ہیناران لی جھلی طرف بلند گنبد۔ اور عین ہمارے سامنے ایک فوارہ جس میں جکٹنے ہوئے پانی کی دل رہا بہریں بنتی ہیں۔ جو کہ سورج کی کرنوں سے مل کر چلتی اور روشن ہوئی ہوئی سبز فرش میں پھولوں کے ساتھ ایسی جڑی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے ایک خوبصورت خلعت میں جواہرات۔ یہ سب کچھ ملکر کیا ہی دل چسپ و دلاؤ نظراء ہو جاتا ہے۔ اس کی چوڑی سیڑیوں پر چڑھ کر ہم اندر داخل ہوتے ہیں اور جوتیاں اتار کر فوراً ایک چٹا فی پر جس کا زنگ باہر کی بسیزی کے باتكل مشابہ ہے۔ قدم رکھتے ہیں۔ ہمارے سر پر ستاروں سے جڑا ہوا اونچا گمراہ

سے ہے۔ جو کہ اوپر کے آسمان کی نقل معلوم ہوتا ہے ہمارے آگے محابیت سے پر نہایت خوبصورت نقشِ زنگار کئے ہوئے ہیں۔ اس کی چوٹی پھٹائے ہم کیم کا پیارا نام اللہ لکھا ہوا ہے۔ اور اس کی دونوں طرف فرقہ کرم کی ہست سی سورتیں ہیں۔ داہنی طرف ہمیں منبرِ نظر آتا ہے جس پر نقشِ زنگار ہے۔ اور اس کی پیٹریوں پر سڑھ کر ہمیں ایک شان دار کام دکھائی دیتا ہے۔ جو یک لخت ہماری توجہ کو فتح بنتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی پاک آیات ہیں پہنچتی خوش اسلوب طرز سے لکھی گئی ہیں۔ اور ان سب پر ایک سحری گنبد کی چھت سے۔ زانوں کے لئے صرف یہی ایک بے نظر چیز ہے قابل ہے کہ زندگی میں ایک وفعہ اسے دیکھنے کی تکلیف اٹھائی جائے گی، ایک عذر کرنے شخص کے لئے یہ ایک دقیق معنے اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے شان دار دامن میں کھڑے ہو کر یہ ہو۔ یہ دنیا کے کذب و افتراء میں ہیاتی کی حمایت۔ بدیلوں کی اچھیں اور یادی بخی کے عالم میں یا کفرگی کا انہصار اور عالم کفر و الحاد میں اس اعلیٰ و برتر مہمتی پر ایمان کا اقرار ہے۔ دن بھی یا نئے مرتبہ چب نماز کے لئے ایک بامعنی صدائً اذان "خاموشی" کو لکھتی ہے۔ تو اس سے اس بات پر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ کہ ضمانت ہما غزوہ ناظر ہے۔ وہ موجود ہے، اور وہ آکیسا ہی پرستش کے قابل ہے۔ کمر کہ وہ یعنیاً ان لوگوں کی آواز کو سنتا ہے۔ جو اس کی الہامی بتاتا ہے۔ ہمایت کی پیروی کرتے اور اس پر چلتے اوس سے برکت ہیں۔ اور یہاں ان لوگوں کی بابت جھوٹ نے اس عمارت کو استعمال کیا۔ اس سے فایدہ اٹھایا۔ میں تمہیں بتانا ہوں۔ کہ سالہ ماں سے مسجد ایراستمال کے یونہی پڑی رہی۔ اور کسی نے اس پر قبضہ نہ کیا۔ اس کے باغات میں بھی ہونگن کی اذان نہ گوئی تھی۔ اور اس کا صرف بھوٹ بھٹکے سیاح کے لئے ہی کھولا جاتا تھا۔ مگر اس پر

یک ایک تبدیلی واقع ہوئی۔ جناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب  
لندن میں تشریف لائے۔ اور وہ ہمپول ہوس میں اقامت گزیں۔  
اس وقت سے پرمقدس عمارت سب کے لئے سروقت طلبی رہتی ہے۔  
ہر نماز میں ہندوستانی عرب اور انگریز نمازوں کا ایک جماعت  
جمع ہو جاتا ہے اور زائرین اس کی خوبصورتیوں اور نادرات  
اور اسلام کے متعلق کچھ سخنی کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اس سجدہ کی تحریک  
کا حال صرف اردوگر دست قصبوں میں ہی معلوم نہیں۔ بلکہ تمام جزاں پر  
کے لوگ اس سے کلی طور پر واقف ہیں۔ ہزار کو بیان ایسے لوگوں کا  
جماع ہوتا ہے جن کا اعتقاد ہے کہ انگلستان میں بھیتے والا نہ ہے  
یعنی اسلام نہ تو الہامی ہے۔ نہ اس کا کوئی صنابطہ زندگی ہے۔ اور  
اس سے روح کو کوئی حقیقی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے وہ لیکھ جو یہاں  
دیتے ہاتے ہیں۔ بتوں کے لئے ہست بڑے فایدہ کا باعث ہیں۔ خود  
قصبہ و دکنگ میں سے کئی لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور یہ لندن  
میں سے بھی انگریز مسلمان عادت اُتھی میں شرکیں ہونے کے لئے  
ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مخالفت بھی چمک اُٹھتی ہے۔ لیکن یہ صرف ایک  
مشتعل اور مدلل لیکھروں کا نتیجہ ہے۔ جو سجدہ و دکنگ میں دیتے ہیں  
ہیں۔ اور پاریوں کو اب یہ صیبت پہنچتی ہے۔ اور وہ اسرا برائی  
اب ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے ڈوبنے ہوئے نہ سبی جہاد کو اسلام  
روک طغیانی میں غرق ہو جانے سے پیشتر یا نی سے نکال باہر کرے۔  
مسجد کے دروازہ پر ایک بوڑھا گاہوا ہے۔ جس پر لکھا ہے:-

The House of God is open to all

یعنی "خانہ خدا جو سب کے لئے گھلا ہے۔" ایک کیا ہی عجیب سعادت  
جس کا یہ مطلب نہیں کہ تمہیں واحد قدر را گر جوں میں ہے۔

کے لئے کوئی غیس ادا کرنی چاہئے۔ جس سے وہ تمہاری اپنی ملکیت ہوئی یہ بھی نہیں۔ کہ اگر تم کسی اور مذہب یا فرقہ کے پابند ہو تو تمہیں اس کے اندر نہ جانا چاہئے۔ نہ ہی ان الفاظ میں کوئی خاص عقیدہ ہی تعلیم کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس بورڈ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چرچ آف انگلینڈ بیٹھت۔ ولیمین یا عیسائیت کے چاروں مختلف فرقوں میں سے کسی ایک کے متعلق ہے۔ نہیں ایسا سمجھا ہے۔ بلکہ اس میں تو ایک وحی لفظ شب کے لئے، لکھا ہے۔ ایک عیسائی۔ ایک بدہ۔ ایک یہودی ایک فرنی تھانکر رازا دخیال، یا ایک مسلمان بخششی خاطر اس کے اندر داخل ہو کر اسلام کا آسمانی پیغام سن سکتا ہے پھر ان متعصب یورپین لوگوں کے حقیر اور چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کی جن میں سے ہر ایک اسی پاک کتاب کا بالکل مختلف ترجمہ کرنا ہاک اور جو لوگ اسے اس سے پچھ اور استنباط کرتے ہیں۔ ہاں ان روشن خیال لوگوں کو اسلام سے آشنا جانا ان کو اس بات پر مشین کر دینا۔ لئے تمام نسل انسانی کا باپ سے۔ اس کا الہام کسی ایک ہی برگزیدہ قوم کے لئے محفوظ ہوں نہیں۔ بلکہ تمام نسل انسانی خدا کی حقیقی آواز ہے۔ کس قدر ضروری ہے۔ دنیا کو اس بات کی تعلیم دینا کس قدر لازمی امر ہے۔ کہ بجاۓ ایسے نالائق اور رکھنے بن جانے اور اپنے گناہوں کا بوجھ کسی اور کے کندہوں پر ڈال۔ یہنے کے ہمیں اپنے آپ کو درست کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنی اندر وہی برائیوں اور بد عادات پر غلبہ پایا ہے کی سر تو ہر کو شتش کرنی چاہئے۔ ہمیں دوسری مخلوق کی بھلانی میں بالضرور کوشش رہنا چاہئے۔ اور ہمیں اپنے خالق کی پوری اطاعت کرنی چاہئے حال ہی ہیں ایک اخبار نے نہدُن کی طرز معاشرت پر جو کہ تمام بلا و انگلشیہ کا مونہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ تنقید کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ ”باشدہ گاں نہدُن کی منفرد عبادت زگا ہیں (گریے) ابھی تک شراب خالوں کی

حیثیت میں ہیں۔ نہذن میں جیوانیت کمل طور پر ظہور میں آجیکی ہے۔ اس شہر میں بے اندازہ علمیت کا ہر طرف زور ہے اور ہر ایک بازار کے کوئی پر شراب خانہ اس علمیت کا جائے اجتماع بن گیا ہے۔ پھر یہ عنابطہ و علوم کی اپنی رائے بھی رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ سے بھی کلی طور پر مدعی ہے۔

..... انسان کا دل لرز جاتا ہے۔ جب اسے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ سال بسال ہزار ہاؤں جوان پچے اپنے دیناٹی گھروں سے اس کفرستان میں بیچ دیتے جاتے ہیں۔ اس تمام بدمعاشری کی تھیں اگر شراب جیسی بُرسی چیزیں۔ تو یہ کم از کم ان بدویوں کے یہلوہ بیلوا و سان کی نہایت قربی مدد تو ضرور ہے۔ پس ان وحشی انسانوں کے جنگل کو کاٹ ڈالیں اسکی دلدوں کو صاف کر دینے اور اس کے زہر بیلے پو دوں کو اکھاڑ پھینکنے۔

اس میں روشنی اور ہوا کو داخل کرنے اور منظر اسے مہک گھاس بیات اور لنفترت ایگز رینٹے والے جانوروں کی نہیں بلکہ ان تمام شیار کی جو پیاری اور بھلی معلوم ہوں۔ اور جن سے نیک نتائج مترتب ہوں لاش گاہ بنانے کی ایک تارہ وہم اور نیاز و نہ سخت اور پائیدار کوشش بالخصوص ہونی چاہئے، لیا ان سطروں لوکھتے رہتے ہیں جبکہ اس بات پر بھی یہ بیان کیا۔ کہ وہ دنیا کے آئے کس قدر حضرناک تصویر کھینچ رہا ہے۔ اور کہ یہ سب کچھ مسحی تہذیب کا نتیجہ ہے۔ یہ سچ نئے کہا تھا۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور آج سمجھیت ہے وہ ہزار سال لگر چکنے کے بعد ایک مشتی مصنف نے نہذن کا یہ خوفناک نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن اس نے ان خطناک امراض کا کیا علاج بتایا ہے۔ کیا اس نے یہ دہائی میا کر کیا یا کوئی اس بات کی ترغیب دلائی ہے۔ کہ وہ بیان کے لوگوں کے کیسوں کا بنے طرح خالی ہونا موقوف کرائیں۔ تاکہ ان سے باہر بلغین بھی جلان گوں کو جو ایسے مذاہب کے پرتوں ہیں۔ جن کا قدم نیکی میں بنت زیادہ استوار ہے۔

اور جن پروہ دل و جان سے ایمان رکھتے۔ اوس ان پر عمل کرتے ہیں۔ سکھایا جا سکتے کہ اس نے ان باہر گئے ہوئے مبلغین کو واپس بلا بیا ہے۔ تاکہ وہ بہار کی حرالت اور کفر کو درکے اوشی کو پھیلا دیں۔ نہیں بلکہ وہ تو اس علاج کو خود بیماری سے بھی بنت رکھتا ہے۔ مبلغین باہر میدان میں تباہی میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اور اس لئے اکثر اوقات رنج چکر نہیں سکتے۔ لیکن دو اہم انگشتیں کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ رہتے۔ دو پاک تفتیش کا خوف ان تدبیر اور جالا لائیوں کے لئے پرگز کا گرنہ ہو گا۔ جو وہ ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ یہ اس سے اس بیماری کا علاج کیا جاتا ہے۔ فالونی ڈڑا کے سوائے اور نیچو ہی نہیں۔ حملیب کی جس کی باہت تم اتنا پچھ مسون رہے ہیں۔ وہ طاقت شہاس کے بارے میں تو گول نے اس بات پر لیکن کمزاشروع کر دیا ہے کہ یہ صول اور قواعدہ مختصر ایک جعل اور بناؤٹ ہے۔ اور انسانی ترقی میں یہی کام نہیں آئتا۔ اس سے پہلے ایسا یہت کا اندر رہ ضعیف ہونا جیسا طاہر کیا جو عیاں ہے۔ اس لئے مکملیا کے پاس اسکا کوئی علاج نہ ہوتے کہ پاعث لایحہ المحبیں فائدی کی کوئی اپناہ دہنودنی پڑتی ہے۔ یہ حالات کس قدر ہوتی ہیں۔ ایک ایسا بیان کی طرف رکھنے والے بخشش انسانی کو سنبھال سکے اور اس کے قام کا باعث ہو۔ جو صرف نہ بانی دعوے کرنا ہی نہ جانتا ہو بلکہ جو اپنی کچھ کر کے دھانے گے۔ جو خوش اسوب قوئی اور عمدہ طاقتوری کی نمائش کا نہ ہو۔ اور جاندہا و مدد نہیں کا جیال نہ رکھتا ہو۔ نہیں دو ہونا پایا ہے۔ جو انسان کے دل سے اپنی کرے۔ جاس کو یقین والا کہ خدا ہو چکر ہے۔ وہ اسے ہر کام میں ہمایت دے اس کو سکھایا۔ کہ تمامی نوع انسان بھائی ہیں۔ وہ اسے بتاتے ہے کہ انسان گھنگھار اور فیلق دو فاجر نہیں۔ سوچیں۔ وہ ایسا بے نس و بے بسی سہنکار و ہمار پاؤں والے جیوانات

کے برابر ایک ہی سطح پر زندگی پر سکر سکتا ہے بلکہ وہ تناگی ہیں۔ میراث علیہ سے اعلیٰ قوی اور استعدادوں ہیں۔ جو اسے نہایت اعطائیں۔ اعلیٰ قوی کی سطح مرتفع پرے جاسکتی ہیں۔ وہ خود خدا نے تعالیٰ کا قابیم مقام اور اس کا خلیفہ ہے۔ اور کہ باری تعالیٰ کی حضنی کی پوری اطاعت اور اپنے ساتھ کی دوسری خلوقات کی امداد سے وہ بہت کے دروازے اس ترین ہیں کھول سکتا ہے۔ اسلام شریعت اور جوئے سے منع فرماتا ہے۔ اور اسے طلاق عیسائی ملک کی یہ دوسری تین سلمان مبلغین کے زیر اثر درہ ہوئی ہے۔ اسلام روح کو شرف و غررت عنایت کرتا۔ النسان کو فیضات کا حلم دینا۔ اور زندگی کا ایک ایسا حصہ ایجاد ہمارے لئے بنادیتا ہے۔ بخوبی، یہ انسان کی زندگی کے ہر محض کے لئے ہمایاں موجود ہیں۔ لہیں، اسی طرح ہے تمام لوگوں کو ترقی اور بلندی پر۔ دیکھ کر کہ یہم یہ نہیں کہ سکتے کہ ان تمام مصائب و امراض کا چیخ علاریں اسی خوف ناک صورت میں اتنا سکتے جو کہ مذکورہ بالا انبیار میں ظاہر کی تھی ہے۔ اسی خوف ناک صورت میں بھروسہ اصل اور ایک ہی علاج اسلام ہے۔ اور اس سے مزید بھروسہ میں بھروسہ اسلام کا دروازہ ہے۔ ہمیں امید رکھنی چاہتے۔ کہ وہ دن آتے۔ چب ہماری بیان کی جماعت کا شمار پڑا رکے اعداد سے ہوگا۔ اور جو اسے تعدد کے ہر ایک شریں مساجد کھول دی جائیں گی۔ کیونکہ قانون کو سرحدی اور نقص ہو سکتا ہے۔ لیکن اسلام کا ل اور بے عیب ہے۔ (خالہ علیہ السلام)

### کیا عیشت اور حقیقت تبلیغ پرستی کی اعتماد ہے؟

عیسائیت اور اسلام کے درمیان موجودہ مخالفت اور مذاقت کی بنا اُن خیال اور اعتقاد پر ہے۔ کہ عیسائیت تبلیغ پرستی کی تعلیم دیتی ہے

اور اسلام خدا سے تعالیٰ کی وحدائیت کا وعظ کرتا ہے۔ یہیں باسیل کانتا غور و خوض کے ساتھ مسلط اللہ کرنے پر یہ ظاہر ہو جائیگا۔ کہ عیسائیت کے متعلق یہ اختلاف دعلمط طور پر تجویز کیا گیا ہے۔ اور کہ یہ مذهب بھی اسلام کی طرح توحید پاری تعالیٰ کا وسیلہ ہے مودیا اور حامی ہے۔ آدم سے پیکر جو جعل ہم بنتے آئریں سہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سچا مذہب ہمیشہ خدا تعالیٰ کی وحدائیت کی ہی تعلیم دیتا رہا ہے۔ اور شیعیت کا خیال ان شکریں کے ذریعہ اس میں داخل ہوا۔ جو کہ قدیم مصر اور ہندوستان وغیرہ میں یہ سعی شیعی عقاید کے مذہب بالترتیب راجح تھے۔ پھیلے ہوئے تھے یہ سعی ہے کہ تھا۔ اپنے آپ کو خدا کا بنتا اور خدا کو اپنا باب کہا۔ مگر اس نے دوسرے کو بھی اتنا تھا۔ اس کے بیٹے ہی کہا۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں اپنے باب اور تمہارے باب اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کی طرف جاتا ہوں۔

اب ان الفاظ سے کیا معلوم ہوتا ہے۔ کہا ان سے صاف طور پر یہ بنتے نہیں لگتا۔ کہ حضرت سعیج نے بیسے کا لفظ متشیلی رنگ میں بیان کیا ہے۔ اور ان کا لفظ میرا خدا، کو اپنے لئے استعمال کرنا بنتا رہا۔ کہ وہ ہرگز خدائی کے دعویٰ دار نہ تھے۔ کیونکہ اگر وہ خود ہی خدا تھے۔ تو ان کے یہ لفاظ بالکل بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ خود خدا کا کوئی خدا بنتا ہوں۔ میکننا پھر ایک موقعہ پر سعیج نے کہا۔ کہ تم مجھے نیک کیوں کہتے ہو۔ اس ایک خدا کے سوائے کوئی نیک نہیں، کیا ان الفاظ میں سعیج نے صاف طور پر خدائی سے انکار نہیں کیا۔ اور کیا ان میں اس امر کا اقرار واضح طور پر نہیں کیا گیا۔ کہ وہ محض ایک انسان تھا۔ جو کہ خدا کی طرح بالکل نیک اور مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ باسیل میں سے اور بھی کوئی ایک یہی نظرات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہیون عج نے اپنے آپ کو مخلوق ہی سمجھا۔ نہ کہ خالق۔ پھر اس رویہ سے بھی جس سے

اس کے حواریوں نے جو کہ اس کے ساتھ رہتے اور چلتے پھرتے تھے۔ اس سے برتاؤ گیا۔ یہی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اسے انسان ہی سمجھتے تھے جو علم و فضل میں ان سے فائز تھا۔ مسیح کا ایک حواری آپ کو دعا بینے کا خیال بھی دل میں لاسکتا تھا۔ اگرچہ کوئی یقین نہ تھا۔ کہ وہ خود خدا ہے تو پھر کیا شیطان ان کو لارجھ ولانے کی جڑات کر سکتا تھا۔ بحال یہکہ استحکوم تھا۔ کہ وہ خدا اور اس کو خود پیدا کرنے والا ہے۔ کیا مسیح نے رجو کہ پیغمبر خدا تھے) صلیب پرایا ایسی ماستقتنی راے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، کہکر پنی بشری کمزوری کا انہما نہیں کیا؟ کیا مسیح نے اس بات سے اپنی غلطیوں کا مرتبہ ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ کہ جب اسے بھروسک لگی ہوئی تھی۔ تو وہ ایک انجیسر کے درخت کے پاس بدوں خیال پہنچا۔ کہ وہ میوہ سے لداہوا ہو گا۔ لیکن اس نے کمال ماہی کے ساتھ اسے بے پھل پایا۔ پھر کیا اس کی انسانی کمزوری کا ثبوت اس بات سے نہیں ملتا۔ کہ اس نے درخت پر لعنت لی۔

جس سے وہ مر جھاگیا پڑے۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے متعلق تثیت کا خیال واقعہ صلیب کے تھوڑے عرصہ بعد مسیح کے خالص توجیہ کی تعلیم دینے والے مذہب میں آ داخل ہوا۔ اور کوئی آف ناس کے پروجکشن مباحثہ سے اس صداقت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ کہ اس وقت بھی بہت سے ایسے بھی موجود تھے۔ اور مشہور اریاس بھی انہیں بیس شامی ہے۔ جو تثیت کو مذہب میں ایک بیرفتی ملا وٹ سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے عیسائیت میں اس عقیدہ کے آ داخل ہونے پر نہایت بلند آمنگی سے اس کی مخالفت کی۔ باسیں صرف خداۓ تعالیٰ کی وحدائیت کی تعلیم دیتی ہے۔ اور اس کا یہ فرمان کہ سن لے اے

امراً بیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے،» (استشتاب ۷) باقی کتاب مقدس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ عمد نامہ جدید یہ صرف ایک ایسا فتوہ ہے۔ جو کہ تبلیغ کے عقیدہ کا کسی قدر موید معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یعنی کے پہلے خط کے باہم آیت ۷ میں لکھا ہے۔ کہ آسمان میں تین ہیں جو محاوظ پس۔ باب۔ پیٹا اور روح القدس ۹ نیکن حمد نامہ جدید کے اک تصویح شدہ ترجمہ کے حوالہ سے ظاہر ہو گا۔ کہ مجلس صحیح کو جس میں علمائی دین شامل تھے۔ یہ فقرہ یونہی ایک بناؤٹ معلوم ہوا۔ اور اس لئے انہوں نے اسے بائیل سے نکال یا ہر کیا۔ ان حالات میں سمجھ نہیں آتا۔ کہ انگریزوں کی مصبوط اور سختہ غفل و داش کے باوجود حدو ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے۔ کس طرح ابھی تک اس بات پر کافی رکھتے ہیں۔ کہ یسوع میش دنیا کا خالق ہے۔ اور کہ عیسیٰ ایت ایک تبلیغ پرست مذہب ہے ۱۰

ہمیں اس بات کا سچتہ تلقین ہے۔ کہ اگر تبلیغ پرست عیسائی صرف بائیل کا بڑے غور سے اور دعائیہ نگ میں مطالعہ کرس۔ تو تبلیغ کی تعلیم دینے والی عیسیٰ ایت پر قبول اسلام کو ترجیح دینے کے لئے فوراً مستعد ہو جائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ تم سب سجائی کو پالیں۔ جس سے تمام اختلاف مت جائیں۔ اور عیسائی اور مسلمان اسلام کے جسے دموئی عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ آدم سے لیکر قائم انبیا علیم اسلام نے تعلیم کیا) حلقوں میں ہو کر آپس میں بغلیب ہو جائیں ۱۱



# حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشیر کے علیسوی

## علم و نیات کا نقشہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور کامیابی اور آپ کے موحدنا خیال کی پائیزگی کو سمجھنے کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ اس کا مقابلہ ان خیالات سے کیا جائے۔ جو آپ کے وقت میں اور آپ سے چند صدیاں پیشیر اس ملک میں راجح تھے۔ جہاں کہ آپ پیدا ہوئے (یعنی عرب میں) نیزان بڑے بڑے خیالات یا زیادہ علمی اصطلاح میں ان اصل عقاید کے مقابلہ میں اس کو رکھا جائے۔ جو اس وقت مشرق اور مغرب کے نام مالک میں عیسائی مذہب میں موجود تھے۔ میں اس مصنوف میں ان خیالات کا اختصار نقشہ کھینچنا چاہتا ہوں۔ جو عیسائی مذہب کا اس وقت اصل اصول تھے۔ اور اس طاہر اور طھلی بات کا خالک اتنا رنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی۔ تاکہ یہ اس تبیدی کو زیادہ ہمدرگی کے ساتھ سمجھ سکیں چونہ مذہب کے بنیادی اصولوں پر اسلام نے کروکھائی۔ قطع نظر اس عجائزی اثر کے جو اس نے لوگوں کے اخلاق پر کیا ہے پیشیر میں اس مصنوف میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔ اگرچہ اس میں زیادہ تر ان باتوں کا الجھاؤ کھی ہے۔

جن کا نام میں نے "اصل عقاید"، "تجویز کیا ہے" +

عیسائی مشتری اعتقاد و معلوم ہوتا ہے۔ کہ علم و نیات کے ان خیالات کے ساتھ جو آج یورپی امدادیں کے ترقی یافتہ حلقوں میں راجح ہیں یہی شیعہ اسلام کا مقابلہ کرنے والی ہے۔ جس میں اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ یا پھلا دیا گیا ہے۔ کہ بیسویں صدی کے اعلاء عیسائی خیالات ساتویں صدی کے عیسوی اعتقاد سے اصولاً بالکل مختلف ہیں۔ بلکہ وہ سمجھ اور فراست میں

بھی ایک ہی جیسی سطح پر قائم نہیں۔ کھوف نے اپنی کتاب رائیزاف کرچینٹ

لکھا ہے۔ کہ

”آج ایک مذہبی انسان کا عیسائیت کی نسبت یہ خیال کہ یہ  
ایک شخصی مذہب ہے۔ اور شخصی شفاعت کا حامی تقدیم  
عیسائیوں کو پیو تو فانہ خیال معلوم ہوتا۔“

اسلامی نقطہ خیال سے یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ موجودہ علیسوی  
اعتقاد بہت حد تک زمانہ متوسط میں اسلامی تہذیب کے ساتھ ٹکرانے  
اور اسلامی مذہب فلسفہ۔ لٹریچر۔ سائنس اور موجودہ مغربی علوم سے  
جو مسلمانوں سے ہی حاصل کئے گئے ہیں۔ صدیوں متاثر ہوتے رہنے کی  
وجہ سے پیدا ہوا۔ ان دنوں عیسائی حلقوں میں نہ تو پڑے بڑے باریک  
بین۔ وقیفہ سنخہ اور محقق تھے اور نہ ہی چھوٹے۔ ان کے لئے عیسائیت  
بین کوئی گنجائش نہ تھی۔ اور اس میں وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتے تھے ہاں زمانہ متوسط  
میں عہد نامہ عتیق پر نکتہ چینی۔ اور اس کی چھان میں اس حد تک ہیونی  
مشروع ہو گئی۔ جہاں تک کہ اس سے عیسائی لٹریچر کا تعلق تھا۔ ہر ایک قسم  
کی قیمتی تحقیق یہودیوں کی تصنیف میں کی گئی۔ جو خود عربی میں سائنس  
علم اور دیات اور لٹریچر کے سکولوں اور اندرس سیسلی۔ شمالی افریقی اور رومی  
ایشیا کے کالجوں میں پڑھ کر رکھتے ہو چکے تھے۔ انہوں نے اسلامی علم اور دیات  
ہیئت اور کیمیا کی ترقی سے سبق اٹھایا۔ اور خالص فکر و تدبیر کے میلان  
میں مسلمان مدرسین سے ریاضی علم قواعد۔ آدیات اور علم تشریفات کے  
نیپر حکومت علم مناظر اور تقادروں کو سیکھا۔ ان مدرسوں اور کالجوں کے  
متعلیمین میں گاؤں سعادیہ مصری۔ ابن اذر اسہی پانوی۔ جوزف پھی جواریوں  
علاقہ فراش کا رہنے والا تھا۔ اور اس کے بیٹے موسیٰ نز اور دیوبود

..... جیسے جیل القدر انسان شامل تھے سب سے بڑھ کر قابل ذکرہ متعالین میں کارڈو داک مشہود جیوش طالب علم موسرا بن مبیون جہنمی کے جان و ن روشن اور اس کے مشہود معروف داما و نلپ میلینا کھتن مارٹن لوچڑھیے عالم علم آلمیات... جو کہ مصلحین زیادتی کی رہنمائی کر سکتا تھا کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں مانشک فلاسفہ نیوزا بھی جس کی تصاویر تمام فلسفی خیالات پر خاص طور پر اشارہ اداز ہوئیں۔ یہوی ہی تھا۔ یہ سب لوگ اور ان کے معاصر ہی وہ انسان ہیں کہ حضور نے زمانہ متوسط میں ان بڑے بڑے بُت شکن متاخرین کے راستہ کو ہاف کیا۔ جھونوں نے آج کل عمد نامہ تحقیق اور جدید میں تحقیق و تدقیق کے باعث ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اور دین عیسیوی کی شکل و صورت کوئی بالکل ایک نئے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ وہ ڈی لاگارڈ۔ ویلیاس کیوں۔ بیوو۔ ریوالدر بور سٹر اس۔ رین اور اس انبوہ کثیر کے پیشوں تھے۔ جو آج ہمارے زبانہ میں موجود ہے۔ اور حن کے نام ان سب ناظرین کو معلوم ہونگے۔ جو اس مضمون سے وحی رکھتے ہیں۔

سُعَ کے انقلاب عظیم سے باسیل چ کی تحقیق و تدقیق کا زور خاص طور پر بڑھ گیا۔ کیونکہ کلیسا۔ کایہ دعویٰ کہ وہی کتاب مقدس کی شرح کرنے کا واحد حقدار ہے۔ بالکل ہمیا میٹ کر دیا گیا۔ اور اس طرح سے لوگوں کو باسیل کا خود مطاعت کرنے اور خود اس سے استدلال اور نتائج اخذ کرنے پر کمر بنت کیا گیا۔ بس پھر کیا تھا فی الفور اختلاف رائے کا سلسہ شروع ہو گیا۔ نبادلے عخیالات۔ بحث مباحثات فقرہ بندی کے تنازعات نے خیالات کو تحرک اور لفڑوں کو بہت وسیع کر دیا۔ لوگوں نے اپنے دینی معلمین کی اطاعت سے باہر ہو کر خود سوچ و پچار کر کے رائیں فایم کرنی شروع کر دیں اس حالت کو پہنچتے پہنچتے صدیاں

گذر گئیں۔ اور آج جن باتوں کے ساتھ ہمارا زیادہ تر تعلق ہے۔ یہ اقتدار سے پہلے کے خیالات ہیں۔ جبکہ قوتِ تحقیق و تدقیق نے لوگوں پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا تھا۔

ستقامین بائیبل نے عام طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ پلوس کے خطوط عبارت و اطاعت انسانی کی پرانی بندوں صارخ ہیں اور انہیں زمانہ مابعد میں سخت ناجائز طور پر بائیبل کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے مگر تاہم حضرماڑکو و سری صدی کے سطحی زمانہ کا حال تھے یونے ان پاک چکی عال معلوم نہیں ہوا۔ بحالیکہ اس کے مذہب کی بنیاد پر امت حد تک مسیح کی صلیبی موت پر ہے جس پر ایمان لانے سے اس کے نزدک نجات پا لینا بقینی امر ہو جاتا ہے۔ لہذا ہم مان لیتے ہیں کہ پلوس کی تحریث اگر قریبے ہی صحیح اور اصلی حالت میں محفوظ ہی ہے۔ تو یہی ان خطوط کا علم بتدریج حاصل ہوا۔ اور شروع زمانہ میں علم و نیتیات کے متعلق کوئی متحقق و مستند بات ظاہر نہ ہوئی تھی۔ اور نہ ہی یہ اس وقت تک ممکن ہی تھا جب تک کم و بیش مقررہ توں اور شرائع کا پتہ نہ گا جاتا۔ اور یہ سب کچھ علم کی ترقی اور نشوونما ہونے پر معلوم ہوا۔ کلمیٹ۔ پولیکارپ۔ پربناس اور آگنیس کے خطوط کے لکھنے والے یا لکھنے والوں کو مسیح کے آباء و اجداء کی ہی داستان معلوم نہیں۔ اور یہ ان کے نزدیک ایک ایسا معجزہ ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے تبھی ایسی بات نہیں سُنی۔ یہ قابلِ بادداشت امر ہے۔ کہ پلوس کے خطوط میں کسی ایسی تعلم کا ذکر اور حرالۃ تک نہیں۔ جو کہ انہیں میں میں کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اور پلوس بقیناً تمام تبلیغات اور اس اعجاز نما منجی سے کلی طور پر بے خبر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی نسبت ایک درج متعلماً و ان میفون نے بہت قابلیت سے اس مفخون پر روشنی ڈالی ہے کہ اسکے تمام

خطوط فرضی اور جعلی ہیں۔ عیسائیت کے ابتدائی زمانوں میں اس کے متعلق سلطنت روما کے باشندوں میں ایک ادنیٰ اور خفیہ حیثیت رکھنے کے باعث ترقی و عروج کے لئے اس کے اور دیگر نماہب کے درمیان جد و چند اور کوشش قدرتی طور پر جاری ہی۔ مثلاً مختحراً، ڈریسویسر، ڈیمیٹر وغیرہ اس چور و چند میں شامل تھے۔ اور مختصر ازام عیسائیت کا انہیں سبست بڑا شمن تھا۔ اس دھینگا کا مشتی اور جد و چند کے نتائج نماہب عیسیوی کے ہر ایک ماگ و میٹھے میں پائے جاسکتے ہیں۔ اس نے کفار اور مشرکین کے خدا ہب کی منڈی میں سے ان کے رسوم و رواج کو مستعار لیا۔ لیکن اس نے انہیں ملیا میٹھ نہیں کر دیا۔ جیسا کہ اسلام نے عرب میں کیا۔ بلکہ اس نے انہیں اپنے اندر حذب کر لیا۔ ایک تہجی کفر و شرک سے دست برداہوں کے عیسائیت کا حلقوں گلوش بن سکتا۔ اور مقریبًا بالکل بے روک کا ٹوکر خوشی میں ساتھ اپنے اپنے رسوم و رواج پر اسی کا رہندا ہو سکتا تھا۔ اس سے بہت تھوڑی تبدیلی دلت ہوتی۔ اس نے کافر کا و قوم ایک تدریجی تھا۔ کہ نئے یہی نے اپنے ساتھ بیرونی رسم و رواج لے لیے آئے۔ پہاں تک کہ وہ نئے نماہب کی فقہ کا ایک جزو بن لے۔ رومی نماہب نے دینی خیالات پر ایسا اثر نہ کیا تھا جیسا کہ ان رسوم و رواج احادیث نے کیا۔ اس لئے ایک ایسے سلسلہ کو تلاش کرنے پر جس سے جیسوی خیالات کا یہ گمرا اثر پڑنے والا تھا اور وہ اس کی فلسفیات اور دینی و سیاسی النظری کو بھی چھوڑ جائے والا تھا۔ اور آئندتہ آہستہ اسے نئے قالب میں ڈھانے والا تھا۔ ہمیں نا شک فرقہ کا پہنچ لگتا ہے۔ جو کہ دوسری صدی میں پورے نور پر تھا۔

پہنچنگ رسوم و رواج کی رسوم و رواج کے خلاف نہ تھی۔ بلکہ یہ ایک

داغی اور ذہنی جنگ تھی۔ جس میں ایک خیال دوسرے خیالات کے  
منی لف تھا۔ اور یہی جنگ اور ناشک نسبت کی تعلیم تھی۔ جو کہ زیادہ تر  
لوقا کی انجیل کے بنانے کا باعث ہوئی ناسٹیزم کے بہت سے طریقے اور  
فرقے موجود تھے۔ ایک گروہ ماریا میں تھا۔ اور اس کا نام سنبھیز تھا۔ اچھے  
یسوع کی لوگی سو اخمری نہ تھی۔ ان کے لئے وہ ایک آئی تصور تھا۔ جو  
مادہ کے ساتھ ملنے کے بغیر یہی شکل انسانی میں حلول کر آیا۔ اس عقائد  
کے ساتھ وہ اپنی خوات کو والبستہ سمجھتے تھے۔ اور عامن فلسفہ بھی اسی سے  
والبستہ کئے ہوئے تھے۔ پیر پاک کے بعض ناشک لوگوں نے تو یہ عملہ تجویز  
کر رکھا تھا۔ کہ وہ ایک نیک خداوند ہے جس نے سات فرشتے پیدا کر  
رکھے ہیں۔ ان فرشتوں نے انسان کو ذرا مکتر جیوانی طرز لیکن خدا کے  
نمونہ پر بنایا۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی روحوں کو شیطان  
سے حکم بدلیوں کی سب سے ہر طاقت ہے۔ بچانے کے لئے اپنے بیٹے  
کو ان کی طرف شکل انسانی میں بھیجا۔ تاکہ وہ انہیں پاپ کے متعلق کچھ  
 بتائے۔ علاوہ ازیں دوسرے فرقہ جات ایک خدا پر ایمان رکھتے تھے  
اور اسے اپنا خالق سمجھتے تھے۔ جو بہت تو اس سے پاک تھا۔ لیکن بعد ازاں  
منافقت کے باعث اس نے گوشت میں حلول کیا۔  
یسوع مسیح کی بھیت کو وہ اپنے پر ایمان لانے والوں کو علی زندگی  
عنایت کرتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کے مصلوب ہونے کے بعد  
دوبارہ اس سے اسی جسم کے ساتھ جی اٹھنے سے میدا ہوئی ہے مگر بعض  
لوگ اس سے منکریں۔ اور ان کا قیاس ہے۔ کہ وہ مادی جسم کے ساتھ  
نہیں۔ بلکہ روحانی طور پر جی اٹھا تھا۔ بعض اور ناسکرنے یسوع مسیح  
کو صرف ایک افضل انسان ہی بیان کیا۔ جو کہ قانون قدرت کے مطابق  
یوسف اور هیرم کے توسط سے پیدا ہوا۔ ان میں ایک اسکندریہ کے

کار پوکر سپیش کو بہت سے متبعین کا گروہ مل گیا۔ مصربیں نوٹیفیکیشن  
اگر بہت اعلیٰ پایہ پر ہیئت تکم ازکم دقيق اور بعدید الفہم۔ نہایت فلسفیانہ  
اور غالباً سب سے زیادہ علمی صورت تک پہنچ گیا۔ جس میں سابقہ یونانی  
مدرسین بالخصوص۔ پلٹیٹر اور پلٹیٹر کے خیالات سے بہت کچھ اخذ کیا  
گیا۔ اور اس کے ساتھ دیگر مشرقی خیالات کو بھی ملا دیا گیا۔ نوٹیفیکیشن  
اعلانِ مرائب پر پنچھرہ نیتی ہی ازم سے بہت زیادہ الگ نہ تھا۔ اور نیتی ہی ازم  
کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ خدا کسی کا چنانہ مٹا نہیں۔ اس نے اپنے جنم کے جو ہرے  
دل کو سیدا کیا۔ جس سے الہام الہی کا انزال ہوا۔ اور اس سے تمیز حاصل  
ہوئی وغیرہ وغیرہ اس قسم کے یہی مونٹیٹھ دوستے تجویز کئے گئے ہیں۔ نوٹیفیکیشن  
کے دستور اعلیٰ میں تثنیہ اور تسلیت ثابت کرنے کی بھی بہت کوشش کی جاتی  
تھی۔ جس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ وہ پورے طور پر انجمنوں اور گورنمنٹس میں  
ہیں پھینس گئے۔ ان دولوں کے خیالات میں بہت بڑا فرق اس وقت یہ  
تھا۔ کہ عام عیسائی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ سیخ کا جسم قبریں روں سبیت  
دفن ہوا۔ اور ہزار سال کی حکومت کے بعد رون کے ساتھ ہی قبر سے  
اکھڑھڑا ہوا۔ مگر دوسری طرف فرقہ ناسٹک عام طور پر جم عنصری کو  
اس بات میں شامل نہ سمجھتا تھا۔ اور اس کا یہی اعتقاد تھا۔ کہ روں منے  
کے وقت آسمان کو حلی گئی تھی۔ بعدہ پروٹٹسٹ ازم میں بھی یہی عقیدہ  
رانچ ہو گیا۔ اور ڈنیٹری سائیل اور آئس نے روں چرچ میں.....  
کنواری والدہ کے خیال کو تردیج دی۔ الغرض کفار ..... کے سوام  
وروانج اور ناسٹک لوگوں کی نیلمات کے درمیان رگنا ر مقابلہ اور  
روائی گئے رہنے کی وجہ سے ابتدائی اصولوں میں لازماً اختلافات پیدا ہو  
گئے۔ اور اس قسم کے سائل پر کسی سیخ انسان تھا یا خدا ہمکل خیالات  
پیدا ہوئے۔ حتیٰ کہ بعد اُنی اختلافات سے الفاظ سے کل کر زد و کوب

اور سخت دھکوں اور اذیتوں تک نوبت پنچھی۔ اور صدیوں تک پی حلت  
قائم رہی۔ ایک سورخ نے ان حالات کی بایت پیر الفاظ لکھے ہیں:-

”اول تین عیسائی یہودیوں کے گروہ میں بست سادہ موحد لوگ تھے“، جب  
نجیق جماں کی تعلیم عیسائی خیالات پر غالباً آنی شروع ہو گئی۔ تو اس وقت کے  
بعد بہت پرست لوگ ان کا مقابلہ کرنے کے اس طرح قابل ہو گئے۔ کانہلی  
نے یہ سوال کرنے شروع کر دیا ہے۔ کہ اگر صحیح انسان تھا۔ تو اس کی پیش  
کیوں کی جاتی ہے؟ اور اگر وہ ضدا تھا تو اس کی مصائب پر وتنے کیوں  
ہو؟۔ بعض مصلحین نے اس مشکل کو اس اعتقاد کے ذریعہ حل کر دیا چاہا  
کہ باپ۔ بیٹا اور روح القدس تینوں علیحدہ عجیب ہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا کے  
 مختلف مناسب اور حیثیتیں ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی اس وقت کو سفع  
کرنے کی کوشش کی۔ کہ وہ انسان نہیں۔ بلکہ الوہیت کی مختلف اشکال  
اور صفات ہیں۔ مثلًا طاقت۔ عقل۔ نیکی وغیرہ لیکن تاہم دوسرے لوگوں  
کا اعتقاد یہی تھا۔ کہ سیوں صرف ایک اعلیٰ انسان تھا۔ اور وہ خارق عاد  
کے طور پر سدا ہوا تھا۔ غرمنکہ اسی طرح سے اس قابل حل ممکنہ کو حل کر دیکی  
کوشش کی تھی۔ اور جھگڑے کی لہر تمام سیاحی دنیا پر چل گئی۔ جس نے نزاع  
پیدا ہو گئی۔ اور نفرت بہت بڑھ گئی۔ ایک فرقہ دوسرے کی صرف دلیل  
سے ہی مشتعل ہو جاتا تھا۔ اور نہ تو اس کا قابل ہوتا تھا۔ اور نہ ہی اسکا  
رد کرتا تھا۔ جذبات بھر کر اٹھتے تھے۔ اور عیسائی مذہب یا ہم دست و  
گریبان سیونے والے فرقوں کی ایک کھولتی ہوئی دیگ بن گیا۔ اس وقت  
نظامِ سالم خود اس مذہب کے ذریعہ سے بچوٹ سے بچا نہیں رہا۔ بلکہ  
حکومت کے فریج سے اس کا بچاؤ ہو گیا۔ کاشٹینیاں کی فتوحات غلیبہ  
خود عیسائیت کی قلع تھی۔ اور جیونین کی زیر پرستی بہت پرست اس کے کچھ  
بھی مراحم نہ ہوئے۔ بالآخر تھبیر و وسیس کے فرائین نے اسے بعت سی

مالی تقویت دے کر ضبط پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ لیکن اس سے مہربان کلیسا کا مسائل پر جھگڑا اور نزارہ ختم نہ ہوا۔ اور اگر کوئی چیز زیادہ منتظر ہو گئی۔ تو وہ فہمی اور جھبکلا ہی تھا۔ اور جوش زیادہ بڑھ گیا۔ جس پر منکرین نے ہنپتی اڑانی شروع کر دی۔ اور تھیسرول میں انہوں نے شفیق و فتحیک سے کام لیا ہے۔

۳۴۵ء میں کوئی آف نائس میں مسائل سیوسٹم اور اور سیبلین کی بابت ابتدائی اصول کے سوال کا فصلہ کر دیا۔ لیکن اسکندر یہ کے ایس نے اس میں اس عقیدہ کا اعلان کیا۔ کہ بیٹھا کلی طور پر اولازماً باپ سے مختلف اور عاجز ہے اسی علان پر دوبارہ ان میں یوقوفانہ جنگ چڑھ گئی۔ اسکندر یہ کی وجہ کوئی لوں میں بث ایگنڈر نے ایس کو کلیسا سے باہر دے ما را۔ کوئی آف نائس نے رائے پاس کی۔ کہ بیٹھا باپ ہی کے اصلی جوہر سے ہے۔ اور تنام وہ بالکل بعد انسان ہے۔ اور باپ سے پیدا ہوا ہے۔ ایس کو جلاوطن کر دیا گیا۔ لیکن پارچہ برس کے بعد کافٹینیاں نے اسے دوبارہ واپس بلالیا۔ اور اس کے بعد پررشتم کی ایک کوئی نئی قسم عقاید کو دوبارہ رائج کر دیا۔ اور ۳۴۶ء میں پشترا اس کے کہ پھر اسے سند نہیں کیا جائے وہ قسطنطینیہ میں مر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زبر دے کرماء دیا گیا ہے۔ لیکن اس کی وفات سے بھی بحث و مباحثہ ختم ہونے میں نہ آئے۔

دن بدن نئے نئے فرقے بنتے چلے گئے۔ اور نہ را یک پہلے فرقوں سے بڑھ چڑھ کر پوری دنامی اور غلبمندی کے ساتھ مسائل قنائزہ فیر کوئی طرز سے حل کرنا تھا۔ ساختات کا ایک اور سلسہ یسوع میں انسانی اور خدامی خاصیات کے لکھنے ہونے کے متعلق شروع ہو گیا۔ نیز ایک اول سلسہ مباحثہ میں اس عملہ پر بھی رائے زنی ہونی شروع ہو گئی۔ کرد جلال

کی حیثیت اس سے بالاتر ہے۔ یا نہیں۔ اس سے بالکل گڑ بڑ راقع ہو گئی اور کفار اپنے دشمنوں کو پاگل سمجھتے تھے۔ شمالی افریقیہ میں ڈونا سٹر کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا۔ اور ایک وقت... وہ اپنے اگھے تمام لوگوں کو اسی حلقہ میں لے گئے۔

ادھر بینیشنزم اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے یسوع کو تصریح کیا۔ عقائد کے ساتھ ہیانا۔ جوابِ اللہ کا عقیدہ ملتے تھے یہ نسب آہستہ آہستہ پھیلا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ یسوع ہبھی صرف دیکھنے کے لئے تھا اور اُسے کوئی دکھ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کے بعض مسائل نے ملکی جماعت پر بہت انژ کیا۔

تمام آبادی بجٹ و جگٹ پر ہی فروخت ہو چکی تھی۔ خود گرجاں کے اندر جگنگ و قوع پذیر ہوئی۔ وحشی ترین اور سخت جیوانیت پسند طبائع میں قتل و خوزری واقع ہوئی۔ اور ایک دوسرے کو دکھ اور اوپرینی پہنچانی گئیں۔ کامیابی ایسی کے باوجود میں کافی طور پر ہے اختیار تھا۔ اسی حالت فقدان اور اخلاقی تنزل کے خلاف کوئی آواز نہ ماند تھی کیونکि۔ روحانی فقادن کے ان حالات میں جیولین کی سرسریتی میں اپنا ہمانا نا ممکن تھا۔ اس پر وہ کے اندر کوئی سمجھدار اور فہم انسان نہ تھا۔ عصیانیت کی چند نسلوں نے عملمندی کو جواب دے رکھا تھا۔ ایسی انجمن اور کوکھد حصہ ایسیں کوئی اعلیٰ خیالات کوئی عدمہ منونہ ملنا ممکن نہ تھا۔ ایسی روحانی گڑ بڑ اور اخلاقی بے ترتیب میں کوئی شخص ایسی اعلیٰ قابلیت پیدا نہ کر سکتا تھا۔ کہ وہ مہمی یا صرف اخلاقی زندگی کوئی بنا سکے۔

ذیل میں مذکورہ بالا ماقعات کے چند تاریخی کو جمع کرتے ہیں۔ ۱۷۲۳ءیں کوئی اف نالس نے آریس کے خلاف یہ فیصلہ صادر کیا۔ کہ صحیح حقیقت میں خود خداوند ہے۔ جو برابری اور ہمیشی میں اپنے باپ کا شرکیب ہے گیا وہ

اس سے جدا نہ ہے۔ لیکن تاہم یہ دونوں ایک ہی ہیں ہے  
اس کے عین قسطنطینیہ کی کوشش نے ایپولینیرس کے خلاف فیصلہ کیا  
کہ وہ حقیقتاً انسان بھی ہے ہے ۷

اس کے عین کوشش اف ایفیس نے یہ حکومت قائم کیا۔ کہ یہ دو قوم  
کی فطرتیں و رخصیقت ایک ہی ہیں۔ اور ان کو ایک دوسری سلیمانیہ  
نہیں کیا جاسکتا ہے ۸

اس کے عین کوشش پر ایسا ڈون سندھ پر امامت پاہم ہیں۔ کہ یہ دونوں  
اگرچہ ایک ہی ہیں۔ مگر تاہم ایک دوسرے سے کوئی طور پر علاحدہ ہیں ہے ۹  
ایسی یعنی تعلیمات اور عقائد کی الجھن میں عیسیٰ کی تدبی پہنچانا ہوا  
تھا۔ کوئی مناسبت و موافقت اور ایسی توضیح اور تفسیر نہ تھی۔ جو عقدہ  
کشائی کر سکے۔ اور نہ ہی اوسہر کے حالات سے ایسا ہونا ممکن ہی تھا۔ ہر  
ایک فرقہ اپنے ہی راستہ پر چلا جا رہا تھا۔ اور اپنے ہی عقاب کو بار بار  
دھرا تا جلا جاتا تھا۔ یسوسوریزرم نے مشرقی مملکات کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا  
تھا۔ اور اس طرح شام میں سلطنت کے اور ٹکڑے ہو کر زوالی پذیر ہو  
جانے کے لئے راستہ صاف کرو یا تھا۔ ہر ایکیس نے بنشک نہج کے  
فیصلہ کی رو سے یہ مان کر کر کر یہیں تھا صفات تو دوستی ہم کی تھیں۔ لیکن  
اس کی مرضی ایک ہی تھی۔ اس طبقاً کوئی دوسرے اور صریحیں کو ایک ہی خط  
پر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا کر دئے کی کوشش کی اور اس طرح سے  
مورخین کے لئے ایک سولیت پیدا کر دی۔ لیکن یہ کوشش بنے یادہ تھی  
یونکر تیصولک فرقے نے فیصلہ کیا۔ کہ اس کی خواہشات بھی دوہی قسم کی  
تھیں۔ اگرچہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ پڑی و معاون فرستی تھیں اس  
طرح سے یہ جنگ و جدال پھر شروع ہو گیا ۱۰

اس کے عین کا نتیجہ تین ثالثی نے بالآخر اس عقیدہ کو تسلیم کر لیا کہ

میسح کی دو نویں خواہشات ایک دوسری سے ملتی جلتی تھیں۔ اور اس طرح سے ایک اور بعد از عقیدہ اس میں آ داخل ہوا۔ حقیقی عیسائیت اپنے ابتدائی عقائد کے لحاظ سے بے بنیاد خرافات کا ایک ناقابل فہم نتھب بن گئی تھی۔ پسے درپے مقررہ عقائد کی وسیع تعداد نے اسے کئی خیالات کی چھپڑی سی بنا دیا ہے جسے پارکنٹس

## بلا وغیرہ بہیں تبلیغ اسلام عید الاضحی کے موقعہ پر ووکنگ میں شاندار اسلامی اجتماع ایک اور انگریز کا قبول اسلام

داز جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی اے - نی ٹی )  
برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے  
یہ عید بھی بھرپور رونق افزا ہوئی۔ اور پہلی عید کی طرح اس مبارک  
موقعہ پر بھی ایک نوجوان سعید انگریز نے خطبہ عید کے بعد اسلام اختیار  
کرنے کا اعلان کیا۔ اس کا نام حمید رکھا گیا۔ اپنے بزرگوں کو جو شرف لائے  
ہوئے تھے۔ اور غربیز طلباء کو قدرتی طور پر مسترت اور انساط حاصل ہوئی۔  
انگریز نو مسلم مرد و زن اور خواتین کے لئے تو یہ عید ہیں اور جسمی اور اسلامی  
اخوت اور رونق جاعت بہشت ثنویت کا موجب ہو گئی ہیں۔ لیکن آئے  
دن دائرہ اسلام کا دیج ہوتے دیکھنا بھی آن کے لئے ایڈ بیاں کا ٹرا  
فریج ہے۔ انگریزی قوم میں اگرچہ بہمن چھپڑی۔ وہیں شودر کی قسم تھیں

بیکن علی زنگ میں عالمت اس سے بھی ٹھہری ہوئی ہے۔ امراء کا طبقہ اپنے نزدیک غرباً کو آئے ہیں ویسا جو قدر پر فاعل تھا اور تکن علی ڈبلیو جو ہاتھی ہے۔ ان کے گرد جاؤں میں بھی اکتوبر کا نگہ دھیں۔ نگہ کے گھر، اس انہوں نے دام دے کر معزز مقام خرید رکھے ہیں جن سے غرباً کا نوکیا ذکر۔ متوسط الحال لوگ بھی ہمیشہ کئے لشکر و مکر دیئے جاتے ہیں۔ پاکستان کے ہاں متوسط الحال اُن کے ساتھ سیکھ کھانا نہیں کھا سکتا۔ بیکن اُس خدائی اسلام کے گھر میں انہوں نے دیکھا۔ کہ ہر رائیں والے ریاست بہاول پور اور ہر رائیں شہزادی صالحہ مصری فرش سجد پر دوسرا مسلمانوں کے ساتھ مل جعل کر رکھیے ہیں۔ اور طالب علم اور دیگر اصحاب جو بطور سیاحت آتے ہیں۔ اگلی صفوں میں یاد مسلکہ سوکر ہم آخوش ہو رہے ہیں اور اُن کے پیچے جہاں جگہ ملی ایسے پزرگ بیٹھ گئے۔ جیسا کہ ہمارے مکرم مفہوم آنیسل نج عبد الرحیم صاحب اور آنر سیپی مرزا عباس علی بیگ صاحب نمبر کو شلن اندریا اوفیں اسی طبقی صاحب۔ اسی طبقی جیون جی صاحب۔ اسی طبقی صاحب اور مولینا خیر الدین صاحب آفندی ترکی امام اور ازین قبیل پرست نو مسلموں کے علاوہ اور بھی انگریز مردو اور خواتین عید کے خطبہ میں موجود تھے۔ ڈی میشنری مسٹر ایکنشن جناب نواب صاحب والے ریاست بہاول پور کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ اور اُن کے ساتھ جناب داکٹر فتح الدین صاحب و مولانا مولوی غلام حسین صاحب بھی تھے۔ لاڑ دیپیے بالقباب جو اسلامی کاموں میں دلچسپی لیا کرتے ہیں۔ اس موقع پر تشریف لانے والے تھے۔ مگر افسوس بوجہ علالت فرزندان خود تشریف نہ لاسکے۔ اور بذریعہ نارا اپنی عدم حاضری پر افسوس کیا۔ ہمارے کدم بھائی چودھری فتح محمد صاحب بھی ہمیشہ ایسے موقوف پر آتے رہتے ہیں۔ یہ اخوت اسلامی جو لوائے محمد رسول اللہ کے پیچے علی زنگ میں مساجد کے اندر نظر آئی ایک کتاب علی سبق انگریزوں کے واطے ہے۔

الحمد لله رب العالمين

دوسرے امرِ حکمِ نبی مولیٰ کے لئے قابل رشک اور قابل تقیید ہے مجھے  
ہماری سرکار مجدد مصطفیٰ نبی محتبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قواعد میں جن پر عمل  
کرنے سے انسان ارشاد اخوت میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ وہ دعوت  
ہے اور یا ہم مل کر کھانا بھیٹا سمجھے اور یہ ہماری سرکار کے ارشادات میں سے  
ہے۔ چار بیکری ہم نے تو نہ کی۔ اور ایسا وہ تقریباً اور فرنی وغیرہ بچھوڑے  
بچھوڑوں نے اکٹھی پیچھے کرتا تو اول لکی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور بہت  
ہی بڑا فضل ہے۔ دوسرے تو اس پاک نونہ کو دیکھ کر منتشر ہوتے ہیں۔  
اور ہمارے متوازن بھائی اور ستر کی صدری مسلمان اس امر کو نعماء سے لفظ  
کرتے ہیں۔ کہ اللہ انت اسطلا نے الکھ تھان میں ہم نبی سجد اینا کھڑا رپیا  
فران خاطرا پست گھر کی دعوت معطی کرو یہ سب کے سب محسوس کرتے ہیں  
کہ گویا وہ استہ وطن ہیں ایسے دھر والی یعنی ہمیں ہمیں خیر شارہتے ہیں۔ فالحمد لله رب العالمین

خطبہ عید کو نہایت مختصر افاظ میں درج کروئیا ہوں۔ یہ قربانی کا و  
میرا مبارک وان ہے۔ اور بہت قابل یاد ہے۔ کہ اس ایک فعل سے حضرت  
ابراهیم خلیلہ السلام نے دنیا کو بہت بڑی مصیبت سے بچایا۔ قربانی ایک  
ایسا فعل ہے۔ جو بہت قدیم ہے۔ اور تمام ملکوں میں پھیلایا ہوا ہے۔ چنانچہ  
قرآن کریم سے بھی اس کی تاریخ کا پتہ علیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ واثق علیہ  
بناء نبی ادمر بالحق اخافر باقر باناً نتقبل من احد هما ولد تقبل من الحق  
قال لا قدیلیزك ذال احیا تقبل الله من المتقین حضرت آدم کے دوڑ کے  
قربانی کرتے ہیں۔ ایک کی قبول ہوتی۔ دوسرے کی رکاوی کی گئی۔ اور  
اس میں اصل راز قربانی کا بتاؤ یا۔ یعنی یہ اخوال ان لوگوں کی طرف  
سے قبولیت کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ جو خشیۃ اللہ اور خوف آئی اپنے

دل میں لئے ہوئے ہوں ۷

الغرض یہ فعل قربانی ایک قیم فعل ہے۔ اور ایران۔ شام۔ چین جاپان امریکہ۔ یونان۔ روما۔ انگلستان اور ہند میں رائج تھا۔ مختلف جاہوروں کی قربانی ہوتی تھی۔ لیکن ترقی کرنے کرتے دوگوں نے محبت آئی کے لشے میں سرشار ہو کر خود اپنے تئیں قرآن کرنا اس طرح کرو دیا۔ اور یہ عبادت ایران میں ہند میں امریکہ اور یونان میں روما میں مغربی افریقی میں بڑے زور شور سے رائج ہو گئی۔ اب بھی چین میں غربی افریقی میں دشمن کی خاطر انسان قربانی ہوئے تھے۔

انگلستان کے دو چلتے ہیں۔ کہ امریکہ میں کس درجہ تک یہ خطرناک بات پھیل گئی تھی۔ بعض حمالک میں اکلوتے بیٹھے قربان کئے جاتے تھے۔ اور گویا اس فعل سے علی رنگ میں یہ دکھایا جاتا تھا۔ کہ یہ اپنے فعل سے ہی عابدین خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی حیم و کریم ہے۔ جو حقیقی حرباں ہے۔ وہ والدین سے بھی بہت بڑھ کر محبت اور رافت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ کب پسند کرتا ہے۔ کہ ایسی مخلوق کو اپنے نام پر اس طرح ذبح کرنے کا حکم دے۔ اس کی اصل فرض تو یہ تھی کہ انسان اپنے نفس کو ذبح کرے۔ اور باغی خواہشات سے نیسمی صفات سے اور سبیعی درندگی سے نجات حاصل کرے۔ اور یہ خشیۃ اللہ کے متولے ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے فرمایا۔ انہما یتیقیل اللہ ملطیقین۔ متقی انسان جو ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کرتا ہے۔ اور جو یقین رکھتا ہے۔ کہ ہر فعل و قول اس کا خداۓ علیم کی نگاہ میں۔ اور جو اسکی مخلوق کو کسی طرح۔ سنتے کہم دینا۔ پسند نہیں کرنا۔ دنیا کے لئے بڑا بکری۔ انسان ثابت ہونا ہے۔ اور جو شخص اپنے یہیں ذبح کرے۔ اس سے کیا فائدہ۔ بعض نہ نفس امارہ کو ذبح کرنے کے لئے سمند ر کے ساحل اور پہاڑوں کے

کھفول اور چوٹوں میں زندگی بس کرنا ضروری سمجھا۔ اور بعض نے اپنے عیسیٰ دودھ اور لکھن اور ویگر نجاء آئی میں محروم رکھا۔ یہین اس سے نفس آمارہ نہیں مرتا۔ ایسے لوگوں نے نہایت ہی معمولی مقامات پر ہو کر کھائی۔ مترغیب کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور اکثر جذبہ نفانی کا شکار ہو کر فنیل ہو گئے۔ ملتی اور نروان کاظریق یہ نہیں۔ اور نہ ہی یہ طریق علمی جامیں سکتے ہیں۔ نہ ہی اس دنیا کو فایدہ پہنچ سکتا ہے۔ خدا کے دیئے ہوئے قوی مفید نہیں۔ ان پر متوقی قلب کی حکومت ہو۔ اخشتیۃ اللہ مستولے ہو۔ تو امن۔ صلح۔ آشتنی۔ ملتی اور نروان ہیسر آ سکتے ہیں۔ الغرض یہ وکھ بھری تعلیمات دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رویا میں دھایا۔ کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ تمام ملک میں بہات پھیل لئی۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر دیں گے۔ تمام اقوام میں ان کی بڑی عزت تھی۔ اور آن پنج شام مصر عرب کی اقوام اور تمام یہودی اور لفارسی اور مسلمان ان کو انبیاء علیہم السلام کا باپ اور اقوام کا سردار مانتے ہیں۔ جب وہ ذبح پر پہنچے۔ اور حضرت اسماعیل کی گدن پر پھری رکھنے کو تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رویا کی تعبیر میں کوسمح خادی۔ کہ بچ کے ذبح کرنے کے معنے چالوڑ ذبح کرنا مصلا و ہوتا ہے۔ انہوں نے اس تعبیر کو میان فرمایا۔ اور اس کے عوض میں کبش قربان کیا۔ اور ایک عالم کو اس دکھ سے نجات دی۔ تمام اقوام ان کی عزت توکرتی سی تھیں۔ انہوں نے تسلیم کر لیا۔ کہ کسی بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے الفاظ کو نفعی طور پر پورا کرنے میں غلطی کی۔ اور یہ امر اقوام میں رائج ہو گیا۔ آج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نفیم عطا کردی ہے۔ پس کس قدر خوشی کا دن ہے۔ اور کس قدر مہنون ہیں ہم اس مقدس نبی کے اس نے اس دکھ سے نجات دی۔ پہ کیسا گندہ خیال نظر آتا ہے۔ اور افریقی

کے مردم خور انسانوں کا سماں نظر آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ لئے خون کا پیاسہ اور گوشت کا ہر پ کرنے والا ہے۔ قربان ہو قرآن حمید پر ہماری جان لے وہ فرماتا ہے لئن یہاں اللہ کو منہاولاد مانہا اور کن یہاں اللہ تعالیٰ منکر اللہ تعالیٰ نے خون پتھا ہے۔ اور نہ گوشت کھا تا ہے۔ وہ تو صرف تقویٰ کا خریدا ہے۔ اور تقویٰ بھی اتنے لئے کہ یہ انفرادی طور پر ارجمندی طور پر دینا کے لئے مفید ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہمارے عیسائی بھائی ہمارے مقدس نبی حضرت عیسیٰ کی طرف کفارہ کی تعلیم مشوب کر کے گویا اُس رسول کو اس غلطی میں مبتلا کرتے ہیں۔ جس سے آن کو اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کا لاتھا۔ دنیا کا باپ توانے بیٹے کو ذبح کرنا پسند نہیں کرتا۔ وہ خدا یعنی حیم و کرم جس کو لصازی یعنی کا باپ سمجھتے ہیں وہ کب ایسے فعل کو استحسان کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔ یا برداشت کر سکتا ہے۔ اور یہ بات یہی اچھی کی بات ہے۔ کہ ایک انسان کو بچانی دے کر تمام دنیا کی رہائی کر دینا اور آن کے اندر سے گناہ کا مادہ نکال دینا اور ابدی نجات کا ساری تفہیث چاری کر دینا۔ عیسائی دنیا وی گناہ کی مرتبت ہوتی ہے۔ جیسی ہندو مسلمان اور یہود۔ پھر ایسے کفارہ سے کیا فائدہ جس سے خدا پر اعتراض اور ہمارے مقدس نبی حضرت عیسیٰ پر اعتراض اور ابوالاعیانع حضرت ابراہیم کی تعلیم کے خلاف ورزی ہو۔ یہ نہایت ہی بعید نہ عقل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف اشارہ فرماتا ہے وہنی بزیغب عن ملة ابراہیم الامن سفه نشہ حضرت ابراہیم کی مفید تعلیم سے برکشته ہوں ٹا عقلى مدنی نہیں ہے۔ ہاں حضرت عیسیٰ نے سچائی کے لئے اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے ہمدردی شی نوں انسان کے لئے یہ وکھہ برداشت کیا۔ اُنکا یہ ایثار قابل قدر ہے۔ لیکن اُس کو کفارہ بنانا اُن کی اپنی تعلیم اور حضرت ابراہیم کی آئی تعلیم کے اور اسلام کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ چنانچہ حضرت

یہی فرماتے ہیں۔ مثی باب ۱۹ درس ۴۶-۴۷ اور دیکھوایک شخص آیا اور اس نے مسح سے کہا۔ کہ اسے نیک اُستاد ہیں کون سانیک علی کروں کہ نجات اپنی حاصل کر سکوں۔ اور مسح نے اُسے کہا۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں۔ موائے ایک کے پیغتے خدا کے۔ اور اگر تو زندگی چاہتا ہے۔ تو احکام آئی کی پابندی کرو۔

یہی تعلیم ہے۔ خدا نے تعالیٰ کے احکام کی پابندی۔ اور اس کا خوف اور تقویٰ نجات کا موجب ہے۔ یہی اور سبی عادات اور رذیل عادات اور خواہشات سے نجات حاصل کرنا اپنی خوشی اور غنا کے لئے اور دوسروں کی خوشی اور امن و برکت کے لئے ضروری ہے۔ ہم یہاں مسجد میں بیٹھیں ایک دوسرے کے آرام کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم خود غرض نہ ہوں کھوئی ہی اپنی خواہش کی قربانی کوں۔ دستِ خوان پر ریل کے سفریں اور ہر جگہ بیانیا اور قربانی ضروری ہے۔ خواہشات کی دوڑی بہت لمبی ہے۔ فقیر سے لیکر باوشاہ نک اس بندی سے نجات مطلق حاصل نہیں کرتے۔ شاہی محلات میں ایک بچہ کو شکار کر لیا جاتا ہے۔ تاکہ حکومت دوسروں کو مل جائے۔ وہ لوگ جو یتامی کے سرسریت ہوتے ہیں۔ وہ مال کو خود برد کرنا چاہتے ہیں۔ تاجر اور دوسرے لوگ اپنا مال بڑانا چاہتے ہیں۔ نیکن یہ افعال نہ ہی خدائیگا لے کی لگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ اور نہ لوگوں کے لئے موجب برکات ہیں۔

قربانی اس عالم کا لا بدی حصہ ہے۔ آج ہندوستان نے کتنی بڑی قربانی کا ثبوٹ دیا ہے۔ سپاہی پیاوے اور سوار رعایا اور حاکم شہزادے رہے اور نواب تمام اس قربانی اور ایثار کی علی تصویرین رہے ہیں۔ اور یہی تدبیان اور معاشرت کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو توفیق دے کر ہم قربانی کرتے ہوئے اپنی بڑی خواہشات کی گردن پر چھپری پھیر دیں۔ اور اپنے

اندر اپنارکی روح بھونکیں۔ اور یہم اپنے باپ حضرت ابراہیم کے اس عالمگیر احسان کی یاد بیس پڑھنے کرتے ہیں۔ اور ہمارے عیسائی دوستوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ وہ اس پر غور کریں۔ اور یہ لوگوں کی تعلیم حضرت عیسیٰ کے لئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اور مذہب اقوام کے لئے موجبِ عام ہے۔ اس کو نزک کر دیں۔

خطبے کے ختم ہونے پر ایک نہایت مضبوط و جیہے نوجوان نے میرے پاس کھڑے ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور اعلان کیا۔ اور اس سے اقرار ضروریہ لے کر اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، پڑھا ہوا۔ اور اس کا نام حمید رکھا۔ نالحمد لله رب العالمین۔ الہم زد فزو و اسلام +

## مکتوب فوج کی کپٹیاں لیڈی کا اسلام اختیار کرنا \*

و وکنگ دار خباب مولانا مولوی صدالدین جباری اسے بنی اُمیٰ)

برادران۔ السلام علیکم۔ اس ہفتہ ایک خاتون مسلمان ہوئی ہیں۔ جو خاص طور پر موجب مسترت و انبساط ہیں۔ یہ کوئی معمولی خاتون نہیں ہیں بلکہ فوج کی کپٹیاں تھیں۔ اجھی لیکچر ہیں۔ نہایت عمدہ دل رکھتی ہیں ہر بڑی ذہین اور شخبرہ کا رہیں کئی مفتول سے اسلام کا مطالعہ کر رہی تھیں۔ لہذا ہال ہیں نماز جمعہ کے خطبات بھی سنتی رہیں۔ زبانی مفتول سے بھی حصہ لیتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو حُنّ لیا۔ اور اُنہوں نے اس جماعت مبارک کے دن لہذا ہال ہیں ہمارے مجمع میں اسلام اختیار کرنے کا اعلان کیا۔ ان سے حبِ معمول افرار متعلق توحید اور رسالت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم لیا گیا۔ اور یہ کہ میں حضرت عیسیٰ کو نہ خدا اور نہ خدا کا بیٹا تسلیم کرتی ہوں۔ نہ اسے عبادت کے لائق سمجھتی ہوں۔ ہال اسے

انہیاں میں شمار کروں گی۔ اُن کا نام آئینہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر حمت نازل کرے۔ اور اسلامی برکات اُن پر وارد ہوں۔ اور وہ اسلام کے لئے موجب ہر کرت رسول۔ آئین۔ اللہم زد فضہ ۷

مسلمانوں کے قبرستان کے لئے محکمہ جنگ سے برابر افسوس میرے پاس آ رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے کوشش کر رہے ہیں۔ کم مفصل ہدایت حاضر کریں۔ تالکہ کوئی امر موجب اعتراض نہ ہو۔ بہت سی جملیں انہوں نے مجھے دکھائی ہیں۔ اُن میں سے میں نے ایک پسند کی ہے۔ جو محب کے خود کے فاصلہ پر نہ کنارے بننے زاریں واچ ہے۔ اس کی چاڑی اور اس کو بارگ کی شکل و صورت دینے کے لئے میں نے افزاں تی کھدیا ہے۔ امید ہے۔ جلد اس میں پھولوں کی کیا ریاں اور مونوں دست لگاؤ یعنی جائیں گے۔ والسلام ۸

## سو اسٹھم کو کھانا کھلایا گیا

ہماری سب کے ہملو میں ایک قیم خانہ ہے۔ جس میں سوتھی دیسٹریکٹ ریلوے کے ملازموں کے قیمیٹر کے اور لٹو کیاں پروشن کی جاتی ہیں۔ چنانچہ آپ پر روشن ہے کہ حضرت مولانا نامولی صدر الدین صاحب کو بچوں سے مختبت اور الگفت ہے۔ پیونکہ اُن کو ایک عرصہ سے بچوں کے ساتھ بوجہ ہمیڈ دا سٹر رہنے کے تعلق رہا ہے۔ اون بچوں اور طالب علموں کی ایک تکمیل اور ضروریات سے بخوبی واقف ہیں۔ اس واسطے اُن کا دل بچوں کی تعلیم اور تربیت کے واسطے ہمیشہ پیغماڑتا ہے۔ مجھے کئی وفخر فرمایا ہے کہ یہ تو خیز ہے جو اس وقت بہت خورد سال ہیں اور کسی مپرسی میں ہیں ایک دن آئے والا ہے کہ یہ بڑے ہو کر ہماری عدم موجودگی میں ہمارے

جانشین ہونگے۔ اگر ان کی پروپریشن اور تعلیم و تربیت عمدگی سے کچھ فی تو نتیجہ عمدہ ہوگا۔ اور پروپریشن کنندگان کو اللہ تعالیٰ نے ایک جایہ ثواب عطا کریگا۔ یہیں تکیہ میں کیا یہ رش کرنا ہر ایک مسلم کا فرض ہے پس پچھے انشاء اللہ و نیا اور دین کے واسطے مفید ثابت ثابت ہونگے۔ چنانچہ عبید کے اگلے دن مولانا صاحب یقین خانہ کے دیکھنے کے واسطے تشریف لے گئے اور یقین خانہ کی منتظرہ اور مولوی صاحب کے دریافت جو گفتگو ہوئی۔ اس کوئی پہنچ ملحفاظ میں عرض کرنا ہوں۔ جو خالی از لطف نہ ہوگا۔

جب مولوی صاحب یقین خانہ میں پہنچے۔ اور منتظر سے ملاقات ہوئی۔ مولوی صاحب۔ چونکہ یہ یقین خانہ ہمارے بہت قریب ہے۔ اور یقینوں کی پروپریشن کے واسطے اسلام نے بہت تاکید کی ہے۔ اس واسطے میں ان کے دیکھنے کے لئے آگیا ہوں۔ اگر آپ کا کوئی ہرج نہ ہو۔ کس قدر پچھے اس حجکہ میں منتظر ہو۔ حناب آپ بڑی خوشی سے ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ اس میں کل ایک سوبیس لڑکے لڑکیاں ہیں۔ پچھاپس سے زیادہ لڑکیاں ہیں۔ باقی لڑکے۔ مولوی صاحب نے تمام کمروں کا ملاحظہ فرمایا۔ اور نکوئی کی رہائش کے کمروں کو عدہ حالت میں دیکھا۔ ہر قسم کی اشیا جن کی ضرورت عموماً ہاں بعلتوں کو ہوتی ہے۔ موجود پائیں۔ اور ہر ادھر کی گفتگو کے بعد مذہب اسلام کے سقط گفتگو شروع ہو گئی۔ تو مولوی صاحب نے مذہب اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ یہ قدیم مذہب ہے اسلام کے منتهی ہیں خدا کے احکام کی فرمانبرداری۔ اور مخلوق کی سمجحت جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ تب سے یہ مذہب ہے۔ مگر تاہم جہاں سے پہتہ تازخی طور سے ملتا ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جن کو قوت کی تمامی بردست افواہ اور زبردست مذہب والے اپنا مورث اعلاءٰ خالص کرنا ایک فخر خیال کرتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسی بزرگ کی

او لا و سے ہیں۔ اور مان کی تعلیم ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے کوئی ملک اور کوئی قوم بُنیٰ کے وجود سے خالی نہیں رکھی۔ یعنی ہر ایک زمانہ میں اور ہر ایک قوم اور ملک میں بُنیٰ اور رسول نسل آدم کی بُدایت کے واسطے بھیجے ہم لوگ جو محمد رسول اللہ کے خاتم کہلاتے ہیں۔ ان کی تعلیم کے مطابق کل رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مان کی تعلیمات پر جوہ بُنیٰ اور رسول کا حصہ ایمان رکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں شمحہ لینا چاہئے۔ کہ ہم حضرت پیر ایام سے اول کے رسولوں کو اور بعد کے رسولوں کو مانتے ہیں۔ مثلًا حضرت اسماعیل۔ اسماعیل۔ مولے اور عینے وغیرہ ہم اسلام پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور ان کی کتابوں کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ ہم تنگ لیں بنیں ہیں۔

منظمه:— میں نے خوب سمجھہ لیا ہے۔ میں اسلامک رویویو کی پڑستے والی ہوں۔ جب ستم لوگ یہاں وار و ہوئے ہو۔ مجھے اسلامک رویویک مطالعہ کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے معاف فراویں۔ میں ایک بات آپ سے دریافت کرنا چاہتی ہوں۔

مولوی صاحب! ”بڑی خوشی سے آپ سے دریافت کر سکتی ہیں۔“  
منظمه:— کیا آپ لوگوں کا خدا ہمارے۔ کہ آپ لوگ گلا پچھاڑ پچھاڑ کر اور چلا چلا کر ماس کو مُلاتے ہو۔

مولوی صاحب۔ کہ اور کماں ہم چلا کر خدا کو مُلاتے ہیں۔  
منظمه:— معاف فرمائیں۔ میں تو کوئی مہینوں سے جب ستم لوگ یہاں آرہے ہو۔ پارچ وقت پکارنے کی آواز سنتی رہتی ہوں۔ کہ کوئی مسجد میں چلانا کر مرت سے چاہتی تھی۔ کہ اس حقیقت سے آگاہ ہوں۔ بارے آج آپ تشریف لے آئے۔“

مولوی صاحب! ”میں بھی آپ کے اس خیال سے آفاق کرتا ہوں۔ واقعی میں خدا کو بہرہ نہیں کرتا۔ اگر کسی کو زور سے چھٹے چلا تے دیکھتا۔ جس کو

آپ چخنا چلانا سمجھتی ہیں۔ وہ تو ایک بلاوا ہے۔ آپ اپنے گھنٹہ اس لئے زور سے نہیں بجا تے۔ کہ خدا ہر ہے۔

منظمه: افسوس میں نے اسے آج تک نہ سمجھا تھا۔

مولوی صاحب: سمجھے معاف رکھنا وہ گھنٹہ کی بے معنی آواز ہے۔ جو صرف ہفتہ میں ایک دن انوار کو شناختی دیتی ہے۔ یہ ایک باعثے الفاظ ہیں جو بلاد کے واسطے ایک سلم پانچ وقت قبل از نماز بولتا ہے۔ ان پاک جملوں میں اینا سارا مذہب بیان کر دیتا ہے اگر آپ کی طبیعت کو ملال نہ ہو۔ تو اس اس کا ترجمہ عرض کر دیتا ہوں چہ نظمہ:۔ بُری خوشی سے آپ فرمادیں میں تو ایک مدت سے چرت میں ہوں کہ یہ کیا آوانہ ہے پہلے تو گمان گذرا تھا۔ کہ مسیح یعنی عیسیٰ کی کو ماڑتا ہے اور جگوما رپتی ہے۔ وہ مدد کو پکارتا ہے۔ جب ہم نے متوائز دن میں اور رات میں کئی مرتبہ اس جملہ کی آواز سنی۔ تو حیرانی اور بھی بڑھ کر کوئی راز سر بنتے ہے۔ میں آپ کی از حد مشکور ہونگی کہ اگر آپ سہتری سے آگاہ فرمادیں گے۔

مولوی صاحب: ہم دن میں پانچ نمازوں پڑتے ہیں ہر ایک نماز سے آؤ جملوں کو ایک سلم آواز لند پکارتا ہے جبکو ہم اذان کتے ہیں دراصل یہ نمازوں بلاوا ہے مودن کا جلانا باعثے بلاوا ہے اور جگر جا گھر کے گھنٹہ کا ٹن ٹن ہمیعنی ہے مولوی صاحب نے اذان کے منضمہ نہایت خوش اسلوبی سے مفصل طور پر بیان کئے بوجہ طوالت اس کو نظر انداز کرتا ہوں۔

منظمه: تحریر ہو کر ان پیارے جملوں کی میں گھنٹہ کی یعنی ٹن ٹن پر گز گز نہیں کرسکتی۔ یہ کلمات بد رجحان اعلیٰ ہیں۔ واقعی اسلام طراویح مذہب ہے جب تک کوئی اس کی خوبیاں بیان نہ کرے۔ دوسرا کب سمجھہ سکتا ہے۔

مولوی صاحب: آپ ایک دیمع دل کی خاتون ہیں۔

منظمه: واقعی آپنے ریچ فرمایا۔ میں دل کی تنگ نہیں ہوں۔

مولوی صاحب چونکہ کل گذشتہ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ مسجد میں قریباً ایک سو مردمان کا مجع  
نخاں خید لضھی تھی۔ پر عبید اس یادگار کو زندہ کرتی ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام  
نے اپنے بیمار یہی سمعیل کی گردان پر چھپری رکھی تھی ناگہ خدا تعالیٰ کا وہ حکم پورا ہو جاوے  
جو انکو خواب کے ذریعے دیا گیا تھا جسکے نتے انہوں نے ہی سمجھے تھے کہ سمعیل کو قربان  
کیا جائے۔ جب چھپری حضرت سمعیل کے علق پر چھپرے کو تھے اُسرفت الش تعالیٰ نے  
فیا ہر کر دیا۔ کہے ابراہیم تو نے اپنی خواب کو حرفنا لورا کر دیا۔ اسکے بعد وہ ذبح کرو  
چنانچہ حضرت ابراہیم نے وہ بہ کو ذبح کیا۔ اول اوقل یہودی لوگ اس یادگاری کی نیا  
ٹیکا کرتے تھے مگر اب خدا تعالیٰ کے اس حکم کی تعییل اس یادگاریں اہل اسلام ہر  
سال کرتے ہیں میں چاہتا ہوں اگر آپ اب اجازت دیں۔ تو اس عبید کے موقع پر  
اہم انتیم خانہ کے بھوؤں کو کھانا کھلادیں۔

ہوں منتظمہ میں آپ کی تہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ بڑی خوشی سے کھانا یا ہا  
کا موقعہ ملا۔ چنانچہ زردہ پلاؤ۔ قورمه وغیرہ کھانا تیار کر کر اٹھانے کے دو پر  
کرنا چاہتی ہوں بھجوادیا گیا۔ ذیل میں سچی تھی کا تترجمہ دیتا ہوں۔ جو سکر شری<sup>۱</sup>  
مولوی صاحب نے اس صنیافت کے شکریہ میں اسال کی:-

منتظمہ کیا بسی از سکر شری صاحب London & South  
Western Railway Orphanage Servant

1914 مئی ۲۷

جناب مولوی صاحب صدر الدین بی۔ اے بی ٹی۔

ہمارا من یہ تیم خانہ کی منتظمہ نے مجھ سے عرض کیا ہے۔ کہ آپ کے دل میں  
ہمارے تیم خانہ کے بھوؤں کی محبت ہے۔ میں آپ کی صنیافت کا شکریہ اٹھانا  
ہوں۔ جو آپ نے گذشتہ ہفتہ کے دن ہمارے تیم بھوؤں کو دی۔ میں یقین سے  
کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے آپ کی صنیافت سے بہت لذت حاصل کی برائے  
حریانی ہمارا شکریہ آپ قبول فرماؤ شیئے۔ میں ہوئی آپ کا صادق۔ ایجھ۔ جی۔ واللہ